

مَدَنِيَّةُ الدِّينِ

الحمد لله رب العالمین کہ جس نے ہم کو از سابق لہجہ یعنی دالہی منڈوانے کی حرمت واضح طور پر
بیان ہوئی اور جو وعیدیں آئی ہیں انکا محققانہ بیان مع رد اعتراضات
واہم مخالفین ضالین بھی درج ہوا ہے
مستطاب

نسخۃ المقال

ف

لحیۃ الحال

از تصنیف لطیف تالیف نفیس حضرت حامی سنت والا مولوی سید محمد سلیمان اشرف
صاحب بہاری مردادی سلمہ اللہ ذوالایادی
حسب قرائش برادر مولوی سید ذیر الدین احمد صاحب اسکن موضع اوکھڑی
باہتمام خادم المست عبدالحجید عفی عنہ

مَدَنِيَّةُ الدِّينِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي خص المؤمنين بقلب سليم وهذا هم
 التي صراط مستقيم والصلوة والسلام على جيبه
 الذي فاز من سائر نبيه القوي ومند عصاه فقد
 هو في جديم وعلى الله واصحابه الذين فيضهم عليهم
 اما بعد معترف بعصيان ابيهم ان خادم الطالب محمد سليمان افش
 ابن حكيم عبد الله مرحوم متوطن قصبه بهار محلہ میرداد خاص عام اہل اسلام کے
 خدمت میں منظر مرآم ہے کہ ایک مولوی جو اسی قرب و جوار کے رہنے والے ہیں۔
 بالفعل میرے محلہ میں بذریعہ نوکری قیام پذیر ہیں انکو دارھی منڈانے مونچھ بڑھانے
 پر بہت اصرار ہے اس محلہ کے بعض بزرگ نیک کردار مصلحت شعار نے ان سے
 بسہولت کہا کہ مولوی صاحب حدیث شریفین دارھی رکھانے مونچھ تراشنے کے باب
 میں تاکید شدید وارو ہے شارع نے اسکو شعار اسلام قرار دیا ہے اسی کو
 صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور ان کے بعد کے متقی مسلمان میں سے کوئی اس فعل کا
 تارک نہیں ہوا مگر ہاں اس زمانہ کے آزاد منش و بے قید لوگ جو نچریت
 وانگریزیت پر فخر و ناز کرتے ہیں وہ بے باک البتہ تارک شعار اسلام ہیں

لیکن آپ تو بظاہر مولوی مشہور ہیں آپ کے لئے یہ فعل نہایت قبیح و نازیبا ہے کہ جو کفر
 از کعبہ برخیزد کجا ماند منہائی پر عوام کے لئے آپ کا یہ فعل سند ہو جائیگا رفتہ رفتہ بہت لوگ
 ہمنو و صورت نصاریٰ سیرت بن جائینگے پس خدا کے لئے اس عادت کو چھوڑے اور عوام کو
 حال پر رحم کیجیے۔ مولوی صاحب مذکور نے فرمایا کہ شرعاً یہ فعل جائز و مباح ہے اسکی مانعت شرع
 سے ثابت نہیں ہے۔ مگر ہاں اس زمانے کے متعصب مولوی اس فعل کے مرتکب کو عاصی و خاطی
 بلکہ فاسق ٹھہرتے ہیں پس یہہ خرب مجھے پہونچی تو چند علماء نامی و فضلاء گرامی سے اس مسئلہ میں
 فتویٰ طلب کیا۔ ہر ایک نے جواب باصواب بدلائل سا طعہ و براہین قاطعہ لکھا جواب وہ مولوی صاحب
 کو دیا گیا۔ چونکہ اوکی طبیعت و خواہش کے خلاف تھا تسلیم نہیں کیا بلکہ چند اعتراضات و کچھ شبہات
 اپنے فہم کے مطابق لکھ کر بھیجے دیے۔ میں نے اسکا جواب بھی پیش نظر کیا عرض یہ سلسلہ طرین میں چند بار
 جاری رہا بعد ازاں چند ماہ تک وہ خاموش رہے بالفضل اوکی ایک تحریر پانچ چھ ورق کی میرے
 پاس پہونچی اسکو جو بغور و تامل دیکھا تو سرا غلط و لغو پایا یہ جملہ اوکی قابلیت و علمیت کی قلعی کہوت
 اور طرفہ یہ ہے کہ اوکو اس تحریر پر بہت بڑا ناز و غر ہے اپنے ہم خیالوں میں بخوشی تمام بیان کرتے ہیں کہ
 اسکا جواب لکھنا سخت مشکل ہے کیونکہ میں نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دقیقہ اور ٹھکانہ نہیں رکھا ہے
 جب یہہ حال مجھے معلوم ہوا تو خیال گذرا کہ اس تحریر پر تیز ویر کا معقول جواب اگر نہیں لکھا جائیگا تو
 اوکے ہم خیال یقین کرینگے کہ بیشک ہمارے مولانا حق پرادر جو ہر علماء اسلام ناحق ہیں۔ لہذا
 بیاس حمایت اسلام و تائید ملت نبی علیہ السلام تحریر جواب کے لئے قلم اوٹھاتا ہوں اور شتوبول اس جواب
 انکے پہلے اعتراض کا جواب جو مولوی عبدالواحد خان صاحب نے لکھا تھا اسکو بھی درج کرتا ہوں
 اور آخرین جناب محمد ابراہیم صاحب آروی اور جناب عبداللہ صاحب گیلانی کے دو فتویٰ جو
 بدلائل کتب فقہ و حدیث مدلل ہیں بخیاں منفعت عام اہل اسلام لاحق کرتا ہوں اور مولوی صاحب

سید ابوالفتح الزام دہلی مستشرقین میں سید ابوالفتح الزام دہلی

مذکور کو مخالف ٹھہرا کر ان کے تحریر کی تردید کرتا ہوں اور خالق ارض و سماوات سے مدد چاہتا ہوں علیہ
 تنوکل و استیعین قولہ حدیث خالفوا المشرکین میں وجوب نہیں ہے **اقول** کتب اصول کی
 عبارت اور علامہ نووی کی تحقیق جو آپ نے آگے چل کر نقل کی ہے اسی سے ہم ثابت کر دینگے کہ امر مطلق
 وجوب کے لئے ہے تہوڑا صبر کیجئے۔ اور اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں کہی پس بلا دلیل مجرد آپکا دعویٰ
 قابل اعتبار کیونکر ہوگا **۵** دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں پڑا اور ہم پوچھتے ہیں کہ جب شارع ذی بصیرت
 امر فرمایا کہ دائرہ معنی منڈانے میں تم مشرکین کی مخالفت کرو یعنی وہ نہیں رکھتے ہیں تم کہو پس آپ ہی
 بتائے کہ مشرکین کی موافقت باوجود امتناع شارع کون کرے گا موثر متقی یا فاسق شقی۔ اور جب اس
 فعل میں مخالفت مشرکین کا حکم ہوا تو موافقت مشرکین ضرور منع ہوگی ورنہ حکم مخالفت بیکار ہے۔ اور
 قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واناہم عنہ فانتہوا یعنی جس چیز سے مکر رسول منع کریں اس سے
 باز آؤ۔ اور آگے چل کر آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ قرآن میں صیرتہ امر وجوب کے لئے آتا ہے پس نتیجہ یہ یہ نکلا کہ دائرہ
 منڈانے سے باز رہنا واجب ہے۔ و ہذا ہو المطلوب **قولہ** جب یہ حدیث پایہ صحیح سے گزر گئی تو آپ کو
 چاہئے تھا کہ دوسرے راوی کے روایت سے کوئی حدیث باین الفاظ دیتے **اقول** دائرہ معنی بڑھانے
 اور موخر تر شوائب کی تاکید میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث جو چند اسناد متعدد صحابہ سے مرفوعہ
 مروی ہے اور بطور سند و دلیل پیش کی گئی ہے۔ کیا اسی حدیث کو آپ پایہ صحت سے گراتے ہیں یا کسی
 دوسری کتاب کی حدیث کو بزرگ قدر اول آپ اہل سنت سے خارج ہیں کیونکہ تمام اہلسنت کا اس
 بات پر اتفاق ہے کہ صحیحین کی کل حدیثیں صحیح ہیں کسی میں ضعف نہیں ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث
 دہلوی علیہ الرحمہ کی شرح سفر السعادت اور شرح مشکوٰۃ فارسی و عربی و مولانا قطب الدین محدث
 دہلوی کی مظاہر الحق اور مولانا شاہ عبدالعزیز و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ کی بہستان
 الحدیث اور مسوغی شرح موطا دیکھئے۔ اور اگر دوسری کتاب کی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہیں تو وہ یہ

منعت بیان کرتے اور بالفرض اگر وہ ضعیف بھی ہو تو کیا نقصان ہے کیونکہ ہم اس سے استدلال
 نہیں کرتے ہیں۔ صرف حدیث صحیحین جو متعدد طرق سے مروی ہے وہی ہمارے اثبات دعویٰ کے لئے
 کافی دانی ہے **قولہ** قال علیہ السلام تکثر لکم الا حادیث بعدی فاذا ردی لکم عنی حدیث فاعرضوا علی
 کتاب اللہ فان وافق فاقبلوه واما خالف فردوه **اقول** یہ حدیث کس کتاب کی ہے اور اسناد
 میں کون کون راوی ہیں اور محدثین سلف جو اس حدیث کے نقاد تھے کہہ کرے کہوٹے میں تفریق کرتے
 تھے اور میں سے کس نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اگر آپ سے یا آپ کے ہم خیال سے ہو سکی
 تو ہر امر کو بدلیل ثابت کیجئے ورنہ حدیث موضوع نقل کرنے سے باز آئے۔ بالفرض اس حدیث
 کو ہم صحیح مان بھی لیں تو آپ کے لئے مفید مطلب نہیں ہے کیونکہ اسکا مطلب تو یہ ہے کہ جس حدیث
 کو تم خلاف قرآن پاؤ اور اسکو قبول نہ کرو مثلاً ایک چیز قرآن میں حلال ہے اور حدیث سے اسکی حرمت
 ثابت ہو یا بالعکس تو ایسی حالت میں حکم قرآن کو حکم حدیث پر مقدم کرو پس آپ ہی بتائے کہ حدیث
 صحیحین میں واڑھی رکھنے کا حکم ہے وہ کونسی آیت قرآن کے مخالف ہے نا اور اسکو چھوڑ کر آیت قرآن
 پر عمل کیا جائے۔ ہاں لکھنؤ کے بعض بیباک شہدے آیت کریمہ۔ کلا سوف تعلمون کا ترجمہ طرح
 بیان کرتے ہیں کہ۔ کچھ کو صاف کہو۔ شاید آپ نے حدیث صحیحین کو اسی آیت کو خلاف سمجھا ہے
 بہر کیف جس حدیث کو آپ نے اس جگہ نقل کیا ہے اسکا موضوع ہونا ہم ثابت کر دیتے ہیں۔ دیکھئے
 مشکوٰۃ کے باب الاعتصام میں ہے عن ابی رزح قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقبلوا حدیثا من حدیث
 علی اریکیتہ یا تیمہ الا من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فبقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتباعنا۔
 ہذاہ احمد والبوداؤد والدارمی وابن ماجہ والبیہقی ترجمہ البورافع صحابی سے روایت ہو کہ ہر کہہ کہ
 رسول خدا نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسیکو ایسی حالت پر نہ پاؤں کہ وہ تکیہ لگائے ہوئے مسہری
 پر بیٹھا ہو پھر اس کے پاس میرے حکم میں سے کوئی حکم پہنچے جس کے نسبت میں نے حکم کیا ہے یا منع کیا ہے

تو وہ کہنے لگے کہ ہم یہ سب نہیں جانتے ہیں جو کہ ہم قرآن میں پائیں گے اوسکی پیروی کریں گے۔ اس حدیث
کو امام احمد اور ابو داؤد اور دارمی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور یہ دوسری حدیث
بھی مشکوٰۃ ہی میں ہے عن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن مثلاً
معه الا یوشک رجل شعبان علی اریکیتہ ليقول علیکم ہذا القرآن فاودعتم فیہ من جلال فاحلوہ وما واعدتم
فیہ من حرام فخرموہ وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما حرم اللہ رواہ ابو داؤد والدارمی وابن ماجہ رحمہ
مقدام بن معدیکرب صحابی سے روایت ہے کہ کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ آگاہ رہو کہ مجھے قرآن ملا ہے
اور قرآن کے ساتھ مثل قرآن دیگر احکام ملے ہیں آگاہ رہو قریب ہے کہ مروا مسودہ اپنی مسہری پر
بیٹھا ہوا کہیگا کہ تم پر صرف اس قرآن کی پیروی لازم ہے پس جس چیز کو اس میں حلال پاؤ اوسکو
حلال سمجھو اور جس چیز کو اس میں حرام پاؤ اوسکو حرام سمجھو۔ حالانکہ جس چیز کو رسول خدا صلعم نے
حرام کیا ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ دیکھو ان دونوں حدیث کا مضمون
آپ کی حدیث موضوع کی کیسی ترید و تکرار کیا کر رہا ہے۔ علاوہ بریں مدعا بلکہ ہزاروں چیزیں
ایسی ہیں جنکی حلت یا حرمت صرف نبی اکرم کی امر نہی سے ثابت ہے اور قرآن میں کوئی حکم اونکی
نسبت نہ رکھتا ہے تو کیا آپ مخالف قرآن سمجھ کر اونکو حلال یا حرام نہیں سمجھیں گے اگر طول
کا خیال نہ ہوتا تو سوچا پس مثالیں اس مقام پر ہم نقل کر دیتے قولہ اگر آپ اس حدیث میں مختلف
راوی کی سند دے سکتے ہیں تو دیکھیں ورنہ کتاب اللہ کی موافقت دکھلائے اقول ہم تو حدیث
صحیحین کو سند میں پیش کرتے ہیں اور اگر کسی دوسرے کتاب کی حدیث کے راوی میں کسی نے
کچھ کلام کیا ہو تو کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اس حدیث سے ہم استدلال نہیں کرتے ہیں
اور جو یہ آپ نے لکھا ہے کہ ورنہ کتاب اللہ کی موافقت دکھلائے اسکا جواب ہم آگے لکھ چکے
ہیں اور پھر آپ سے پوچھتے ہیں کہ داؤدی رکھنا اگر قرآن کے موافق نہیں ہے تو مخالف ہو گا۔ اور

جب مخالف ہے تو اوس آیت کو تبادیل کے مخالف یہ فعل ہے اور جب مخالف قرآن ہے تو
 لا حول کریم صلعم اور جملہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و جمہور محدثین و عام مومنین صاحبین دوا لیا کر کر
 نے دائرہ کی مخالفت کی۔ نعوذ باللہ من ذالک یہ نتیجہ مد آپ کے اوس قول باطل
 کے لکھنے سے پیدا ہوا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کبریا کلمہ نہ تخرج من احوالہم یعنی فاسقوں کے منہ سے
 بہت بہاری بات نکلا کرتی ہے۔ قولہ اور طریقہ سب پیغمبروں کا جو آپ فرماتے ہیں قابل غور
 ہے کہ طریقہ پیغمبرانہ سلف ہمارے لئے دلیل و سند ہے یا نہیں **اقول** آپ فتح الباری شرح
 بخاری اور نووی شرح مسلم دیکھئے۔ علماء سلف کا یہ مذہب ہے کہ انبیاء سابقین کے جس فعل
 کو رسول کریم نے بلا انکار بیان کیا اور آپ نے پسند کیا تو وہ اذن صورت میں وہ فعل اس امت کو
 حق میں مشروع ہے۔ اور جب یہ مسلم ہے کہ خود ہمارے بنی صلعم کا یہ فعل دائمی تھا تو اب دوسرے
 انبیاء کے فعل سے بحث کرنیکی حاجت باقی نہیں رہی **قولہ** مولانا نووی مدظلہ شرح صحیح مسلم جلد
 ثانی باب صفۃ شجرہ صلعم میں جس کا صفحہ ۲۵ چہا پاولک شوریہ دیکھ لیجئے فرماتے ہیں قال الآخرون
 بل لہ دلیل انہ لیس مشروع لثا الخ۔ مومنین نے کہا ہے کہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے لئے
 شرع نہیں ہو سکتی **قول** اس عبارت سے قبل کی عبارت میں جمہور علماء اسلام کا مذہب
 مذکور تھا اور آپ کو خلاف تھا اور سکو چھوڑ کر قال الآخرون سے نقل کر دیا یہ کیف جس عبارت
 کو آپ نے نقل کیا ہے اس کا مطلب بیاعت بے علمی و کج فہمی آپ نے یہ سمجھا ہے کہ مجھے افعال
 و احکام انبیاء سابقین کے دین میں مشروع تھے اور میں سے کوئی فعل و حکم ہمارے حق میں
 مشروع نہیں ہو سکتے ہیں اگرچہ ہمارے بنی نے بھی اوس پر عمل کیا جو اسی کج فہمی کے سبب
 اگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ بے بھروسہ رہاں رکھنا اور گنگھی کرنا اور پیغمبروں کا طریقہ تھا جسکی اتباع
 حضرت صلعم نے فرمایا اور یہ ہمارے لئے مشروع نہیں ہے تو یہہ دائرہ بھی رکھنا کیوں ہمارے لئے

انتہی۔ اس قول سے صاف ظاہر ہے آپ نے یہی سمجھا ہے کہ دین محمدی و دین ابراہیمی وغیرہ
 میں سبائنت کلی و مخالفت تامہ ہے جس امر کے نسبت ثابت ہو جائے کہ یہ ادیان سابقہ پر
 مشروع تھا وہ امر دین محمدی میں مشروع نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ ہمارے بنی کا عمل دائمی اور پیہر
 ہو اہو۔ لغو باللہ ایسے قول کا قائل ضرور ملحد و کافر ہے کیونکہ قرآن میں حد ہا آیتیں ایسی ہیں
 جن سے دین محمدی و ادیان سابقہ کی موافقت حد ہا مسائل میں ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے۔ قل بل تتبع ملتہ ابراہیم حنیفا۔ یعنی اے بنی تو کہہ دے کہ میں تو ابراہیم کے دین کی
 پیروی کرتا ہوں اسی لئے دین محمدی کو دین ابراہیمی کہتے ہیں اور تعجب ہے کہ اس بیباک نے
 اتنا نہیں سوچا کہ اگر یہ فعل ہمارے لئے مشروع نہیں ہے تو حضرت صلعم اور صحابہ و تابعین
 و ائمہ و اولیاء صالحین جو اس فعل کے عامل تھے تو کیا ان سب نے فعل غیر مشروع پر عمل کیا سا
 اس آزاد نے یہ بھی نہیں خیال کیا کہ داڑھی رکھنے اور مونچھ تراشنے کو جو ہم اور پیغمبروں کا طریقہ
 ٹھہرا کرتا ہے امت محمدیہ کے لئے غیر مشروع ٹھہراتے ہیں تو ختنہ کرنا ناخن تراشنا موئے زیر ہار مونڈنا
 بغل کا بال دفع کرنا استنجالینا وغیرہ وغیرہ بھی تو انبیاء سابقین کا طریقہ تھا تو میرے حق میں
 یہہ جب بھی تو غیر مشروع ہو جائینگے اور جب غیر مشروع ہوئے تو مولانا آزاد کی شکل بعینہ خسر
 یا بوزن کی سعی بن جائیگی انسان سے حیوان وحشی ہو جائینگے۔ حضرت سعدی نے سچ فرمایا ہے
 سہ زجاہل نہ آید جز افعال بد بدو زو نہ نشنود کس جز اقوال بد بدو اور اس دشمن عقل نے
 اتنا نہیں خیال کیا کہ امت محمدیہ کے حق میں طریقہ محمدیہ وہی ہے جو حضرت کا قول و فعل و تقریر
 ہے خواہ انبیاء سابقین سے قول و فعل کے موافق ہو یا مخالف اور اگر دین محمدی میں مخالفت
 کی قید لگائی جائے تو معاذ اللہ میں میں عمل خیر باقی نہ رہے کیونکہ صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ و دیگر
 اعمال حسنہ کل انبیاء سابقین کے دین میں تھا اور ہے غرض انبیاء اہل کتاب کے ادیان

میں جو باہم کس قدر اختلاف ہے تو صرف بعض فروعات میں ہے ورنہ اصول دین و اعمال
 صالحہ میں سب متفق ہیں۔ اب ہم علامہ نووی کی عبارت کا اصل مطلب لکھتے ہیں جس میں
 تحریف کرنے سے مجیب چاہ ضلالت میں جا کر۔ علامہ مدوح کا یہ مطلب ہے کہ جو فعل انبیاء
 سابقین کے دین میں مشروع تھا اور دین محمدی میں اس کے نسبت کوئی حکم جواز یا عدم جواز
 کا نہیں پایا جاتا ہے تو ایسا فعل دین محمدی میں بھی مشروع رہے گا یا نہیں اس میں علماء اسلام
 اختلاف کیا ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہمارے لئے بھی مشروع ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
 ہمارے حضرت کو انبیاء سابقین کی پیروی کر نیکا حکم فرمایا ہے قرآن شریف میں ہے فہم لکم
 اقدار یعنی اسے محمد تو انبیاء سابقین کی راہ کی پیروی کر۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ہمارے
 لئے مشروع نہیں ہے کیونکہ مجاہد اطاعت اپنے نبی کی لازم ہے نہ انبیاء سابقین کی قولہ
 اپنے تیسری حدیث میں۔ جزوا الشوارب واحفوا للی خالفوا الجوس لکھا ہے اور امر کا صیغہ فرمایا
 ہے **اقول** جزوا۔ اور احفوا۔ اور خالفوا۔ بیشک جمع مذکر حاضر صیغہ امر میں۔ صرف و نحو
 کی ابتدائی کتابیں جس نے پڑھی ہیں وہ ضرور اسکی تصدیق کر گیا۔ آپ کو اگر کچھ صرف و نحو
 کے قواعد یاد ہوں تو بتلائے کہ یہ تین لفظ کیا ہیں۔ اسم یا فعل۔ یا حرف نیز اس کے حرف
 اصلی جنگو ما وہ کہتے ہیں کون کون ہیں اور آخرین تین صیغوں کے جو داؤ موجود ہے یہ کیا
 واؤ ہے۔ اللہ اکبر یہاں تک نوبت جہل کی پہنچ گئی کہ جو صیغہ نہ بتلا سکے۔ اسم یا فعل حرف
 میں امتیاز نہ کرے۔ و قرآن و حدیث کے مطلب بیان کرنے میں کمال شوخی و دلیری جمہور
 علماء مجتہدین و محدثین کی مخالفت پر کمر باندھے اور اپنے زمانے کے عالموں سے مناظرہ کرنے پر
 مستعد ہو جائے اور اپنے فہم باطل کے مقابلہ میں اون علماء کاملین کو جنکی علم و فضل تحقیقی پر غرور
 و عام کا اتفاق ہے خاطی و کج فہم سمجھو۔ انکس کہ نداند و بداند کہ بداند و در جہل مرکب

ابدال ہر جہان کو **قولہ** اگر امر مراد لیتے ہیں تو اس سے اس حدیث کے مخاطب کو عمل کرنا ضرور ہے
اقول ہم تو پہلے ہی لکھ چکے کہ وہ تینوں صیغہ امر کے ہیں پس یہ کہنا کہ اگر امر مراد لیتے ہیں الخ
 آپ کی علمیت کی دلیل ہے امر سے امر مراد لینا چہ معنی دارد ہاں اس طرح لکھتے کہ اگر آپ صیغہ امر
 کہتے ہیں تو الخ خیر یہ نہ تو عدم قابلیت کے سبب لکھا لیکن اسے جناب اگر و مگر لگا کر جملہ شرطیہ جو اپنے
 بنایا ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ آپ امت محمدیہ کے تہتر فرقہ سے خارج ہیں کیونکہ آپ کا یہ عقیدہ
 ہے کہ قرآن و حدیث میں جتنے احکام بصیغہ امر حاضر وارد ہیں ان پر عمل کرنا صرف ان مسلمانوں
 پر واجب تھا جو بوقت نزول وحی اوسکے مخاطب تھے اور بعد والے مسلمان جو پیدا ہوئے یا ہو گئے
 وہ سب چونکہ بوقت حکم مخاطب نہ تھے لہذا ان پر تعمیل حکم واجب نہیں خوب یاد رکھئے کہ تہتر فرقہ
 میں سے کسی فرقہ کا یہ مذہب نہیں ہے کیونکہ یہ صریح کفر و الحاد ہے اس قاعدہ سے روزہ غار حج زکوٰۃ
 کہ ان سب کا حکم بصیغہ امر حاضر ہوا ہے بعد صحابہ کے کل مسلمان سے ساقط ہو جائیگا کسی پر واجب و
 لازم نہ رہیں گے اور یہ کسی فرقہ کا مذہب نہیں ہے۔ خیر کچھ ہو یا نہ ہو لیکن آپ کی آزادی کی وسعت
 جو پہلے تنگ تھی اب زیادہ پھیل جائیگی۔ آیت کریمہ حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم الخ میں آپ اپنے
 قاعدہ کے رو سے ضرور فرمائیں گے کہ یہ خطاب حضرت کے زمانے کے مسلمانوں کے ساتھ مخصوص
 تھا۔ دیکھئے اس قاعدہ نے آزاد خیالوں کے لئے امہات و بنات کے ساتھ نکاح کرنے کو حلال
 کر دیا علاوہ برین اور بھی بہت سی چیزوں کو حلال کر دیا جن کا نام سنکر آپ شرمائیں گے **قولہ**
 اور اگر جمع ہے تو تحت تعجب ہے کہ عالم ہو کر اس قدر غلطی کرے **اقول** صیغہ امر کا جمع ہونا جو
 آپ نے محال و غیر ممکن سمجھا ہے۔ یہ آپ کی قابلیت کی دلیل ہے پس معلوم ہو گیا کہ آپ نیز ان
 بھی بھول گئے لیجئے اب میزان کا آموختہ پڑھئے بحث امر حاضر معروف۔ افعِلْ افعِلْ افعِلْ
 افعِلْ افعِلْ۔ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ صیغہ امر واحد و ثنید و جمع و مذکر و مؤنث سب ہوتا ہے

ذرا انصاف سے کہنا کہ کسی غلطی تھی عالم کی یا آپکی قولہ اس سے صاف اضافت پائی جا رہی
 ہے جسکو آپ بصیغہ امر تاویل کر رہے ہیں **اقول** ہم آپ کے علم و فضل کی کہان تک تعریف
 کریں میرے وہم و خیال سے آپ بہت زیادہ محقق و قابل ہیں۔ بہر کیف جزو الشوارب اور احفوا
 اللحن اور خالفوا الجوس میں جب ترکیب اضافی ہے تو ہر ترکیب میں پہلا لفظ ضرور اسم ہو گا کیونکہ
 مضاف ہمیشہ اسم ہوتا ہے اور اسم کے تین قسم ہیں۔ مصدر مشتق۔ جامد۔ پس بتائے کہ جزو
 اور احفوا۔ اور خالفوا۔ کس قسم کے اسم ہیں مصدر یا مشتق یا جامد۔ اور جو کچھ ہوں ان
 تین لفظوں کے آخرین جو داؤ ہے وہ حرف اصلی ہے یا زائد اور زائد ہے تو کس قاعدہ سے آیا ہو
 ذرا سوچئے اور کچھ تو شرمائے حدیث شریف میں وارد ہے۔ الحیا من الایمان قولہ ہم اور
 آپ معاملات شرعی میں کون شخص ہیں کہ اپنی رائے لگا سیکے جب ہندی کی چندی علماء سلف
 وائمہ نے کر ڈالا ہے **اقول** الحمد للہ کسے بات آخر زبان سے نکل ہی پڑی آپ کا یہ کہنا
 کہ احکام شرعی میں علماء سلف وائمہ دین کی تحقیق پر چلنا چاہئے اپنی رائے کو دخل دینا
 گمراہی ہے۔ بہت صحیح و نہایت درست ہے لیکن خیال تو فرمائے کہ سکہ متنازع فیہ میں
 علماء سلف وائمہ دین کی پیروی کسے چھوڑ دی ہے۔ آپ نے یا میں نے۔ آگے چل کر آپکو
 معلوم ہو جائیگا کہ علماء سلف وائمہ دین میں سے ایک شخص بھی آپکا ہم خیال نہیں ہے
 آپ اس مسئلہ میں تنہا دعویٰ جواز خلق لمحیہ ہیں اور حدیث شریف میں شدّ شدّ فی النار کے
 مصداق بنے ہیں قولہ احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیجئے کہ داؤھی منڈانا شرک کی نشانی
 ہے **اقول** شرک کی نشانی سے آپکا مطلب کیا ہے آیا اس امر کا ثبوت چاہتے ہیں کہ
 داؤھی منڈانے والا مشرک ہے یا نبیہ مقصود ہے کہ یہ عادت مشرک کی ہے۔ اگر معنی اول
 مراد ہے تو یہ آپکے فہم ناقص کا قصور ہے اتنا بھی نہیں معلوم ہے کہ شرک کیا چیز ہے اور

کیونکر ہوتا ہے۔ یاد رکھئے خدا کے اوصاف میں کسی کو شریک سمجھنا یہی شرک ہے۔ پس شراب خواری
 و زنا کاری قتل ناحق عادات شرک نہیں ہیں تو کیا یہ سب افعال آپ کے لئے جائز ہو جائینگے
 اور اگر معنی ثانی مراد ہے تو بیشک ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ دائرہ منہانا شرک کی عادت ہے
 دیکھو بخاری و مسلم کی حدیث مذکورہ بالا میں صریح مذکور ہے خالفوا الجوس اور دیگر روایت
 میں ہے خالفوا المشرکین۔ پس ثابت ہو گیا کہ جوس اور شرک کی یہ عادت تھی اور اب بھی
 ہے **قولہ** امر وجوب کے لئے آتا ہے محض خلاف ہے عموماً مطلق امر کی تعریف یہ نہیں ہے
اقول دروغ گو را حافظہ نباشد۔ علامہ نووی کی شرح صحیح مسلم سے اور بعض کتب اصول
 سے جو آپ نے عربی عبارت طول طویل بے سمجھ بوجہ نقل کی ہے اسی سے امر مطلق کا وجوب
 کیلئے ہونا ہم ثابت کرینگے آپ ہر جگہ کو اپنی تحریر سے مالا لیجئے تا شبہ باقی نہ رہے **قولہ** دیکھئے
 اگر سوائے قرآن کے واقعی یہ بات ہوتی کہ حدیث میں بھی جہاں بصیغہ امر آیا ہے اس سے
 مراد واجب ہے تو علماء سلف ہرگز اسکے خلاف نہ کرتے **اقول** خیر اس بات کو تو آپ خود
 تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن میں جہاں بصیغہ امر آیا ہے اس سے مراد واجب ہے۔ بہر کیف اس
 تسلیم کو خوب یاد رکھئے گا آگے چلکر اسکا عمدہ نتیجہ نکلیگا جسکے تسلیم کرنے میں آپ کو کوئی غدر نہ ہوگا
قولہ امر کی تعریف ہم سے سنئے اور ذری تحقیقات پرست تعد ہو جائے۔ الامر فی اللغة قول القائل
 لغیرہ الفعل و فی الشرع تصرف الزام الفعل علی الغیر الخ **اقول** اس جگہ تین درجہ میں
 شرح صحیح مسلم کی عبارت جو آپ نے نقل کی ہے اسکا معنی و مطلب یہی کچھ سمجھا تھا یا
 نہیں۔ بہر کیف ہم سمجھا دیتے ہیں ذرا ہوش کیجئے دیکھئے آپ ہی کی اس عبارت منقولہ سے ثابت
 ہو گیا کہ امر مطلق وجوب کے لئے ہے اگر امر وجوب کے لئے نہیں ہے تو اسکی تعریف شرعی میں
 الزام الفعل علی الغیر لکھنا کتب صحیح ہوگا۔ کیونکہ جو فعل واجب نہیں وہ لازم نہیں ہوتا ہے

آگے چکر علامہ نووی کی عبارت میں یہ جملہ بھی آپ کے تحریر میں موجود ہے فان المراد للشارع بالامر
 وجوب الفعل علی الغیر یعنی شارع کی مراد امر سے واجب کرنا فعل کا غیر ہوتا ہے۔ مفید
 مطلب سمجھ کر نہایت گرم جوشی سے جو آپ نے یہ عبارت نقل کی تھی اس سے کیا ثابت ہوا
 ذرا سوچئے۔ سچ ہے عدد و سبب خیر خدا خواہد۔ علامہ نووی کا یہ جملہ بھی آپ نے نقل کیا
 ہے حی لا یكون فعل الرسول بمنزلة قوله افعلوا ولا یلزم اعتقاد الوجوب۔ یہ یعنی رسول صلعم
 کا ذاتی فعل اون کے قول افعلوا کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا ہے اور فعل ذاتی کو واجب
 سمجھنا ہی لازم نہیں ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس فعل کو نبی صلعم نے خود کیا لیکن غیر
 کو کرنے کے لئے حکم نہیں کیا تو وہ فعل امت پر واجب نہیں ہوگا۔ لیکن جس فعل کو بصیغہ
 امر فرمائیں اوسکے وجوب پر اعتقاد کہ لازم ہے دیکھئے آپ ہی کی دلیل آپ کو کیسا وسیل
 کر رہی ہے۔ اور علامہ نووی کا یہ جملہ بھی آپ نے مسندین میں کیا ہے دکان میں عادت
 الفرس قصص اللحنیۃ فی الشرع عن ذلک یعنی اہل فارس کی ایک عادت واثرعی تراشنے
 کی بھی تھی پس شارع نے اس فعل سے منع کیا۔ پس علامہ مذکور کے اس قول سے ثابت
 ہو گیا کہ شارع نے اس فعل سے منع کیا ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما ناکم
 الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فامتنوا یعنی رسول صلعم جو حکم مکرر دین اوسکو مضبوط پکڑو اور جس
 چیز سے منع کریں اوس سے باز رہو۔ مولانا آزاد دیکھئے لفظ فامتنوا صیغہ امر حاضر ہے اور
 آپ نے اپنی تحریر میں دو جگہ لکھا ہے کہ قرآن شریف میں صیغہ امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے
 مگر یاد نہ ہو تو اپنی تحریر ملاحظہ فرمائے۔ غرض علامہ نووی کی عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ رسول
 صلعم نے واثرعی تراشوانے سے منع کیا ہے اور قرآن سے یہ ثابت ہوا کہ رسول جس چیز سے
 منع کریں اوس سے باز رہو۔ اور آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ قرآن میں صیغہ امر سے وجوب ثابت

ہوتا ہے پس ان تینوں مضمون کو جمع کرنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ دائرہ تراویح سے باز رہنا واجب ہے۔ اگرچہ یہ ایک علمی تقریر ہے مگر آپ غور کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ سمجھ جائیگے بشرطیکہ نفسانیت چھوڑ کر انصاف پسند حق بین بن جائیں اور علامہ نووی کی عبارت بھی آپ نے نقل کی ہے۔ وقد ذکر العلماء في المحيطة اثنا عشر خصلته مروي بعضها عند بعض من بعض۔ یعنی علماء نے دائرہ میں بارہ خصلتیں ناپسند ذکر کی ہیں اور میں سے بعض خصلت زیادہ قبیح و خراب ہیں بعض سے بعد از ان آپ نے اور بارہ خصلتوں کو تمام و کمال نقل کیا ہے اور بارہویں خصلت جسکو آپ نے آخرین نقل کیا ہے وہ یہ ہے۔ اثنا عشر خصلتها الا اذا نبت للحرمة فيستحب لها حلقها۔ یعنی بارہویں خصلت ناپسندید جو زیادہ قبیح ہے وہ دائرہ منڈانا ہے مگر جب کسی عورت کو نکلے تو اس کے حق میں منڈانا بہتر ہے۔ دیکھئے علامہ مذکور و مذکور حق میں دائرہ منڈا انیکو فعل قبیح لکھتے ہیں۔ اور عورتوں کے حق میں بہتر کہتے ہیں پس اس فعل کی قباحت سے آپ کیونکر بری ہو سکتے ہیں۔ مگر ہاں اپنے حق میں نسائیت کا اقرار کریں تو البتہ یہ ایک صورت حصول نجات و دفع الزامات کی ہے۔ اور علامہ نووی کی یہ عبارت بھی آپ نے نقل کی ہے۔ وجار فی رواية البخاری وفروا الخی فحصل خمس روايات۔ اخفوا وادفوا وادخوا وادفوا ومعناها كلها تركها علیٰ حالها هو الظاهر من الحديث الذي يقتضيه الفاظها وهو الذي قال جماعة من اصحابنا وغيرهم من العلماء۔ یعنی بخاری کی روایت میں وفروا الخی آیا ہے پس پانچ قسم کی روایتیں حاصل ہوئیں۔ لیکن سب روایتوں کا معنی یہی ہے کہ دائرہ کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہئے اور حدیث کا ظاہر مطلب جسکو حدیث کے الفاظ چاہتے ہیں یہی ہے اور ہمارے مذہب کے علماء اور دیگر مذاہب کے علماء کی جماعت سلاہی قول ہے۔ اسے مولانا آزاد دیکھئے علامہ نووی کی عبارت و تحقیق صاف بتا رہی ہے کہ اہلسنت

کے تمام مذاہب کے علماء کا واثقی رکھانے پر اتفاق ہے الحمد للہ علی احسانہ کہ شرح صحیح مسلم
 سے علامہ نووی کی عبارت جس قدر اپنے تائید و سند میں آپ نے تحریر کی تھی اوسی سے آپ کا
 دعویٰ باطل ہو گیا۔ واللہ الحمد۔ **قولہ** ترجمہ کی آپ کے مقابل میں ضرورت نہیں ہے اس لئے
 نہیں لکھا **اقول** اگرچہ مجھے ضرورت ترجمہ کی نہ تھی مگر کسی اہل علم سے ترجمہ کراتے تو آپ کو
 بہت نفع ہوتا یعنی اردو ترجمہ دیکھ کر آپ سمجھ جاتے کہ علامہ نووی کی کل عبارت ہمارے قول
 کی تردید کرتی ہے۔ اور صاف بتا رہی ہے کہ تو اہلسنت کے کل مذاہب کے علماء کی جماعت کا خلاف
 کر رہے ہیں کیا عجیب تھا کہ ترجمہ کرانے سے آپ کو ہدایت ہوتی **قولہ** مولانا نووی کا قول موجود
 ہے جو اس سال ہے **اقول** علامہ نووی علیہ الرحمۃ کا قول شرح صحیح مسلم سے نقل کر کے جو آپ نے
 پہنچا تھا وہ پہونچا میں نے خوب غور سے دیکھا علامہ مدوح کی تحقیق آپ کو اہل باطل ٹھہراتی ہے چنانچہ
 اوس عبارت کو ترجمہ کے ساتھ آپ کے پاس واپس کرنا ہوں۔ چشم ناحق میں پر عنیک انصاف
 رکھ کر بغور و تامل خدا کو حاضر و ناظر جان کر ملاحظہ فرمائے اور قلب کو تعصب و نفسانیت و ہٹ دھرمی
 و خود بینی سے پاک کیجئے تا نور ایمان سے وہ منور ہو جائے **قولہ** آئندہ میرا داغ بیکار پریشان
 نہ فرماؤ نیگے **اقول** اس جواب کے دیکھنے سے آپ پر ظاہر ہو جائیگا کہ داغ کو بیکار پریشان
 کرنے والے آپ ہی ہیں۔ اور ابھی مناظرہ کے وادی لق و دق میں آپ نے قدم ہی رکھا ہوا استقدر
 جلد ہی ہمارے ہاں کر لوٹے پر آمادہ ہو گئے دیکھنے پیچھے سے غنیم کی فوج سہم و سنان کے ساتھ صف باندھ کر
 کھڑی ہوئی ہے فرار سے عہدہ برا کہان ہو سکتے ہیں جب آگے چلکر دشوار گزار راہیں اور سخت
 گھاٹیاں دیکھیں گے اور غار مغیلا چھپیں گے تب خود بخود آپ چلا چلا کر کہیں گے کہ یہ تو گمراہ کی
 راہ ہے اور اپنے حسب حال حضرت سعدی کا یہ شعر پڑھیں گے **ترسم نرسی بکعبہ اے**
اعرابی لیکن رہ کہ تو میری بہرستان است و باقی آئندہ یار زندہ صحبت باقی فقط حسره

راجی الیٰ بہتہ ربہ الدنار بہتوں بہ عصیان خاکسار پیچیدان سید محمد سلیمان ابن شرف عفی عنہ
دوسرے عالموں کا فتوے

ما قول العلماء الراغبین والفضلاء الکاملین فی انذہ المسکتہ۔

سوال

۱۔ واڑھی رکھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب۔

۲۔ اگر سنت ہے تو موکدہ یا غیر موکدہ۔

۳۔ واڑھی رکھنا کس آیت قرآنی یا حدیث سے جائز ٹھہراتے ہیں اور واڑھی منڈانا کس حدیث سے ناجائز۔

۴۔ واڑھی منڈوانیو اے پیر کو نسا حکم حائد ہوگا بدعتی ہے یا ساق۔

الجواب از مدرسہ احمدیہ آرہ

واڑھی رکھنا واجب ہے اور واڑھی منڈونا حرام حدیث صحیح متفق علیہ ہیں واڑھی رکھنے کی بارہ میں امر کا صیغہ وارد ہے مشکوٰۃ شریف چہا پہ دہلی صفحہ ۳۷۲ میں ہے) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اذ فروا للہی واخفوا الشوارب متفق علیہ (مترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو واڑھی بڑھاؤ اور مونچھ تیرشواؤ متفق علیہ۔ اس مضمون کی حدیثین اور بھی آئی ہیں اور امر کا صیغہ وجوب کے لئے آتا ہے اور وجوب ہی اس کے حقیقی معنی ہیں اور جس لفظ کے جو حقیقی معنی ہیں اس کے جوہر کو بلا قرینہ دوسری معنی جو غیر حقیقی ہیں مراد لینا جائز نہیں ہے کما تقر فی الاصول تو ثابت ہوا کہ واڑھی رکھنا واجب ہے اور جو فعل واجب ہوا اس کا خلاف حرام ہوتا ہے کما تقر فی الاصول ایضاً تو واڑھی منڈانا جو فعل واجب یعنی

داڑھی رکھنے کے خلاف ہے حرام ہے اور حرام کا مقلد فاسق ہوتا ہے تو داڑھی مند ہونا
 فاسق ہے۔ کتبہ محمد اللہ - غازی پوری

جواب الجواب

اگرچہ میں جانتا ہوں کہ آپ عالم ہیں اور آپ سے اور مجھ سے زمین اور آسمان کا فرق ہے
 فخرہ کہی آفتاب کی برابری نہیں کر سکتا الا چونکہ نسبت الی اقوال الرسول ہے اسلئے
 استفادہ تا چند باتوں کا استفسار ضروری معلوم ہوتا ہے وہ نمبر وار زیر قلم ہے علماً
 آپ سے اعتراف ہے تحقیقاً آپ سے سوال ہے اگر مسئلہ مسئلہ آپ کا عام کیلئے فتویٰ ہے
 تو آمیزہ تکلیف آپ کو اس سے زیادہ کرنا فضول ہے۔

یہ آپ کا فرمانا کہ جہان حدیث میں بصیغہ امر وارد ہوا ہے۔ وہ واجب ہے کس
 اصول میں ہے کیونکہ آپ کی اس اصول مقررہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہان حدیث میں
 بصیغہ امر وارد نہیں ہوا ہے وہ واجب نہیں ہے۔ حالانکہ اکثر جگہوں میں بصیغہ امر وارد
 ہوا ہے۔ وتر۔ صدقہ قطر۔ وغیرہ واجبات سے ہیں چنانچہ اسکو روایت کیا ہے ابن ابی
 شیبہ نے مصنف میں۔ حدیث ابو خاتمہ الاحمر من حجاج عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جده
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زادکم صلوٰۃ علی صلوٰۃکم وہی الوتر۔ دو سر
 حدیث ابو العباس محمد بن یعقوب سے حاکم نے کتاب علوم الحدیث میں روایت
 کیا ہے عن ابی العباس عن محمد بن یعقوب قال ان نخرج صدقۃ الفطر عن کل صغیر
 وکبیر الخ ان دو حدیثوں میں سے کسی میں بھی بصیغہ امر اطلاق نہیں کیا گیا ہے
 حالانکہ وجوب اسکا ثابت ہے۔ راقم یوں عرض کرتا ہے کہ جہان قرآن شریف میں
 بصیغہ امر حاضر وارد ہوا ہے اس سے مراد فرض ہے جیسا اقیہوا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ

و غیر ہم اور جہان قرآن میں بعینہ امر غائب و غیرہ اطلاق کیا گیا ہے وہ واجب ہے جیسا
 ولیو فونذور ہم اسلئے اوائے نظر روزہ و غیرہ کو واجب لکھا ہے اصول میں امر کی تعریف
 یوں کرتے ہیں وجوب الفعل علی العبد۔

علاء رحمہما ان بھی لین کہ جہان حدیث بعینہ امر وارہو ہے۔ وہ واجب ہے تو ہکو یہ
 شبہ ہوتا ہے کہ یہ اصول کس کا ہے اگر واقعی اسلاف کا ہے تو فرض۔ واجب بنت ہو کہ
 و غیر ہو کہ و غیر ہم میں کون کون صیغہ کے ساتھ فرق امتیازی ہو کہا گیا ہے صفحہ ۱۱۱
 فرمائے اور اگر امر کی قید فی الحدیث نہیں ہے جب قرآن میں بعینہ امر حاضر واجب
 اطلاق کیا جاتا ہے تو اس سے فرض کا عدم ہو جاتا ہے۔ اور یہ محال ہے اور اگر فرض
 اور واجب دونوں میں صیغہ امر حاضر وارہو ہے تو دونوں میں فرق بتلائے۔

جب آپ دائرہ منڈانیو ابے کو فاسق ٹھہراتے ہیں تو آپ اسکا وجوب قرآن سے
 کیوں نہیں ثابت کرتے کیونکہ فسق بکسر فاء و مکون سین کے معنی بیرون آمدن از
 فرمان خدا ہے و بیرون آمدن رطب از پوست و شرک حق بخود مندرج ہے
 پس آپ کو اپنا دعویٰ قرآن سے ثابت کرنا چاہئے خدا کی نافرمان کو اوسکی وحی سے
 ثابت کرنا بہتر ہے اسلئے کہ جب پہلے خدا کا فرمان دیکھا گئے تب اوسکو نافرمان کا
 خطاب فرمایا گیا۔

علاء مجروح ابن عمر کی حدیث ہمارے لئے سند ہو نہیں سکتی کیونکہ اونکی روایت کو اکثر
 راویوں نے ضعیف ٹھہرایا ہے چنانچہ اسوقت مسند دو حدیثین اویٰ زیر قلم ہیں۔
 (۱) مشکوٰۃ شریف جلد آخر باب الخمر میں ابن عمر سے۔ کل مسکر خمر حدیث صحیح روایت
 ہے حالانکہ اسکو صاحب در مختار و ہدایہ و قاضیان نے قابل استدلال نہیں مانا ہے

اور اسکو ضعیف کہا ہے و نیز اصحاب مالک نے سوائے روح کے موقوفاً روایت کیا ہے
(۲) موطا امام مالک پہلی جلد باب الوضوین میں مس ذکرہ فلیتوضا ابن عمر سے حدیث صحیح
روایت ہے مگر موطا میں بمقابلہ اس حدیث کے اٹھارہ حدیثیں خلاف میں سند صحیح نہیں
اور اسکا سلسلہ اسناد میں بھی نہیں ہے۔

۵۵۔ یہ حدیث جو آپ فرما رہے ہیں اس میں - خالفوا المشرکین نے اس حدیث کو حدیث ہونے
سے باز رکھ دیا کیونکہ رسول صلعم سا آج تک کوئی مقل اور افصح نگذرا اور فصیح کا قول خدا
جامع مانع ہو کر تا ہے لغو و مشو سے پاک ہوتا ہے یعنی نہ تو کوئی داخل اور نہ سے خارج
ہونے پاتا ہے اور نہ کوئی خارج اور نہ داخل ہو سکتا ہے۔ مثلاً اس وقت کے کفار
داخل اور موخیمہ دونوں بڑھائے رکھتے تھے اگر دے اپنی موخیمیں ترشوا دیتے اور دائرہ
بڑھائے رکھتے اور ایمان نہ لاتے تو اس صورت میں وہ مشرک باقی نہیں رہتے
مشرک سے خارج ہو جاتے اور یہ خلاف اصول و نص ہے کیونکہ مشرکین کی مخالفت
داخل رکھنے اور موخیمہ ترشوانے سے نہیں ہوتی۔ بلکہ انکی مخالفت تو تشہد ہی سے
ہو گئی کیونکہ مشرک کے معنی شریک کرنیوالا ذات باری کا ہے وہ خدا کا شریک سمجھتے
ہیں اور مسلمان وحدہ لا شریک۔ اور اگر مخالفت ظاہری مراد ہے تو بہت داخل
اس سے خارج ہو جاتے ہیں۔ سونا بیٹھنا۔ کھانا پینا۔ چلنا وغیرہ اور اگر مخالفت
ظاہری مراد بھی ہوتی تو بجائے خالفوا المشرکین کے فی کل امور اور ازین قبیل جو کل
معنوں پر محمول ہوتا فرماتے اسلئے یہ قید صحیح نہیں ہوئی اور مطلق بضعف کیا گیا۔
۵۶۔ اگر ہم اسکو حدیث بھی مان لیتے ہیں تو اس پر حدیث صحیح کا اطلاق نہیں ہو سکتا
ہے کیونکہ حدیث اگر متصل السند ہے یعنی اس کے سلسلہ اسناد میں کوئی راوی چھوٹا

نہیں اور وہ حدیث معلل و شاذ بھی نہیں اور راوی اس کا عدل و ضبط تمام کیساتھ متصف ہے یعنی بے دیانتی و سو حفظ سے محفوظ ہے تو اس حدیث کو اصطلاحاً صحیح حدیث میں حدیث صحیح کہتے ہیں۔ ابن عمرؓ کی دونوں حدیثیں مذکورہ بالا سے ثابت ہو آہو کہ راوی کقدر سو حفظ سے محفوظ ہے چنانچہ یحییٰ بن یعین و ابراہیم نخعی ان دو حدیثوں گفتگو کرتے ہیں اور ضعیف مانتے ہیں۔ اور ان دونوں کی امام مالکؒ و امام احمدؒ ضعیف سطح تعریف کرتے ہیں۔ کل حدیث لا یعرف یحییٰ بن یعین لیس بحديث۔ و ابراہیم نخعی کان خیرانی الحدیث۔

۷۔ اس کو متفق علیہ لکھا ہے اور نیز اس مضمون کی اور بھی حدیثیں آئی ہیں یہیں تک لکھ کر چھوڑ دیا۔ آپ دوسری حدیثیں اس مادہ میں مرفوع یا متواتر یا صحیح و کہلائے ہم سوائے ان تین حدیثوں کے دوسری حدیث واجب التعمیل نہیں سمجھتے کیونکہ اگر سمجھتے ہیں تو پھر تقسیم احادیث کی ضرورت کو سیکار سمجھتے ہیں زیادہ و اسلام حررہ خادم العلماء م۔

جواب جواب الجواب از مدرسہ احمدیہ آ رہ

جواب ۱۲۔ اس مسئلہ اصولی اور اسکی دلائل کا دیکھنا ہو تو کتب اصول فقہ ملاحظہ ہوں اور جو آپ نے لکھا ہے کہ اس اصول مقررہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں حدیث میں بصیغہ امر نہیں وارد ہوا ہے وہ واجب نہیں ہے اسکی کیا دلیل ہے مجرد کسی شے پر کسی حکم کے لگانے سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکم دوسری تمام چیزوں سے مسلوب ہے۔ کلمہ طیبہ میں جو حضرت محمد صلعمؐ یہ حکم لگا پا گیا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کے سوا اور کوئی اللہ کا رسول نہیں

تو پہر اور تمام اللہ کے رسولوں کے رسالت سے انکار کرنا پڑیگا اور پہر بہ سلسلہ اور آگے
 سبھی بڑھیکے جس سے اور بڑی بڑی خرابیوں کا منہہ دیکھنا پڑیگا اسوجہ سے لازم ہے کہ
 بہت جلد اپنے اس فاعدہ کو واپس لے لیں۔ اس مسئلہ اصولی مذکورہ بالا میں وجوب
 سے وجوب مقابل فرضیت مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس وجوب سے لزوم مراد ہے جو فرضیت
 کو بھی شامل ہے اگر بہرہ لزوم ایسی دلیل سے ثابت ہو جو ثبوتاً و دلالۃ قطعاً ہے تو فرض
 ہے اور اگر ایسی دلیل سے ثابت ہو جو ثبوتاً یا دلالۃ ظنی ہے تو واجب ہے جو مقابل فرض
 جواب ۳ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حقیقت میں خدا کا فرمان ہے اسلئے کہ
 آپ تو صرف فرمان خداوندی کی مبلغ ہیں کیونکہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ و ما علی الرسول
 الا البلاغ اور جب آپ کا فرمان عین خدا کا فرمان ہے تو آپ کا نافرمان عین خدا کا
 نافرمان ہے اسلئے سورہ نسا میں فرمایا گیا ہے۔ من طاع الرسول فقد طاع اللہ۔ اچھٹ

کہ نافرمان کو فاسق کا خطاب پانے میں کیا عذر ہے
 جواب ۴ جو آپ نے لکھا ہے کہ ابن عمر کی روایت کو اکثر راویوں نے ضعیف ٹھہرایا ہے
 اکثر کو جانے دیجئے صرف ایک ہی دو معتبر ائمہ حدیث کا نام مع سند بتا دیجئے کہ ابن عمر کی
 روایت کو اسوجہ سے کہ ابن عمر کی روایت ہے ان ائمہ حدیث نے ضعیف ٹھہرایا ہے
 ابن عمر ایک جلیل القدر صحابی ہیں مشاہد جلیلہ میں حاضر ہوئے ہیں اہل بیۃ الرضوان
 سے ہیں صاحب مناقب جلیلہ میں اوں کے شان میں ایسی بات لکھنا یا بولنا سخت
 سوراوب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جو امیر المؤمنین فی اللہ پیش ہیں اوں سے
 سنے وہ کیا فرماتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ اصح الاسانید کلھا مالک عن ابن عمر
 یعنی جو حدیث کہ اس سند سے مروی ہو کہ امام مالک نے اس حدیث کو نافع سے

روایت کیا ہو۔ اور نافع نے ابن عمر سے اوس حدیث کی سند اصح الا سنانید ہے یعنی وہ سند تمام سندوں سے زیادہ صحیح ہے (توالی التائیس مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱) ابن عمر کا یہ مختصر ترجمہ ذیل ملاحظہ ہو عبد اللہ بن عمر الخطّاب العدوی ابو عبد الرحمن الکوفی ہاجر مع اہلیم و شہد الخندق و بیعة الرضوان لہ الف وست مائہ حدیث و ثلاثون حدیثا اتفاقا علی مائہ و سبعین و الفرد البخاری باحد و ثمانین و سلم باحد و ثلاثین و عنہ نبوہ سالم و حمزة و عبید اللہ و ابن سبیب و مولاه و خلق فی الصحیح عبد اللہ بن صالح قال شمس الدین الذہبی کان اماما متینا و اسع العلم کثیر الاتباع و اولئک کبیر القدر متین الدیانۃ عظیم الحرمۃ ذکر للخلافة یوم التکمیم و خطب فی ذلک فقال علی ان لا یجری فی اوم قال ابو نعیم مات سنۃ اربع و سبعین (خلاصہ تہذیب التہذیب الکمال فی اسماء الرجال مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۷) جواب ۷۷ جملہ خالفوا المشرکین کو مسئلہ متنازع فیہا سے متعلق کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ صرف جلیتین للاحقین کو مسئلہ مذکورہ سے متعلق سمجھیں اور جملہ خالفوا المشرکین کو اس مسئلہ سے متعلق خیال نفر مابین بلکہ ایک متصل جملہ سمجھیں جس میں مخالفت مشرکین کا حکم ہے اور یہ کہ مخالفت مشرکین کی کس امر میں مراد ہے اوس سے یہاں بحث متعلق نہیں ہے۔

جواب ۷۸ راویوں کے جرح و تعدیل کے لئے کتب اسماء الرجال مقرر ہیں۔ آپ کو کتب معتبرہ اسماء الرجال سے بتانا چاہئے کہ حدیث ابن عمر کا کون راوی سور حفظ سے محفوظ نہیں ہے اور حدیث کی صحت و ضعف سے بحث کتب حدیث میں ہوا کرتی ہے۔ آپ کو کتب معتبرہ حدیث سے دیکھنا چاہئے کہ حدیث کی کس کس معتبر کتاب میں ہے کہ یحییٰ بن معین اور ابراہیم نخعی نے حدیث ابن عمر کو ضعیف مانا ہے۔ ورنہ خرافات و افتاد

جواب عہد حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما متفق علیہ حدیث ہے اور متفق علیہ حدیث بالضرور صحیح حدیث ہے اور صحیح حدیث کو آپ واجب التعمیل جانتے ہی ہیں تو اب اس بات میں بارے نزاع ہی کیا باقی رہی۔ اور واجب التعمیل ہونے کے لئے ایک صحیح حدیث بھی کافی ہے۔ ترجمہ ابو محمد ابراہیم خضر اندالکرم آروی۔ مہتمم مدرستہ الاحمدیہ الآرة۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سائل کی اس سوال (داڑھی منڈانا کس حدیث سے ناجائز ہے اور داڑھی رکھنا کس حدیث سے یا قرآن کی کس آیت سے واجب ہے اور داڑھی منڈانیوالا کیا ہے بدعتی یا فاسق) کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ حدیث صحیح متفق علیہ میں داڑھی رکھنے کے بارے میں امر کا صیغہ وارد ہوا ہے یعنی وفروا للہی اور امر کا صیغہ وجوب کے لئے آتا ہے اور وجوب ہے اسکی حقیقی معنی میں اور لفظ کی معنی چھوڑ کر بلا قرینہ صارفہ غیر حقیقی معنی مراد لینا جائز نہیں ہے اور واجب کا خلاف (یعنی ترک واجب) حرام ہے اور حرام کا مترکب فاسق ہے ان امور مشککا نہ میں بھی ع کا حوالہ مشکوٰۃ شریف پر کیا گیا چہاں وہ صفحہ بھی بتا دیا گیا اور ع سے نمبر تک کا حوالہ اصول پر کیا گیا اور بعد ثبوت نمبر ہائے مذکورہ بالا کی علی ثبوت کی حاجت باقی نہیں رہتی کیونکہ وہ اسکے بعد واضح ہو جاتا ہے لہذا ع کا کسی چیز پر حوالہ نہیں کیا گیا۔ اب اگر یہ سب مذکورہ بالا حوالے ٹھیک ہیں تو جواب مذکور بھی صحیح ہے۔ سائل کو اوسکے مان لینے کے سوا اور کچھ چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے اور اگر کسی حوالہ میں کچھ فرق ہے تو سائل کو صرف اس قدر سوال کا حق حاصل ہے کہ ان حوالوں کے محض ثابت کر دیجئے اس سے زیادہ اوسکو اور کچھ کہنے کا حق نہیں ہے اگر اور کچھ لکھے تو اوسکے جواب کا وہ حق نہیں بعد ط ہو جانے اس مرحلہ کے اگر ضرورت

ہوگی تو اور بھی اہمادینت صحیحہ معہ آیت کریمہ قرآن مجید پیش کیا یگی انشاء اللہ تعالیٰ
ہاں اسقدر اور لکھا جاتا ہے کہ حدیث متفق علیہ وہ صحیح حدیث ہے جسکو شیخین یعنی
بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہو اور یہ قسم صحیح حدیث کی اقسام میں اعلیٰ
قسم ہے۔ اصول حدیث ملاحظہ ہو۔ کتبہ محمد عبداللہ غازی پوری

الینا از مدرسہ فیض رسول واقع بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب قرض صاحب مسئلہ معلوم میں حدیث صحیحین پر جو اعتراضات و شبہات اپنے ظاہر
کئے ہیں اونکو میں نے دیکھا اصل مسئلہ کی تحقیق حضور کے نظر سے عنقریب گزریگی
لیکن اسوقت قلم برداشت یہ عاجز آپ کے اعتراضات کے اغلاط معنوی
کو لکھتا ہے اور الفاظ کی غلطیاں جو ۳۴ ہیں اونکو فروگزاشت کرتا ہے ذرا بغور
وانصاف ملاحظہ فرمائے اور خطا و کج فہمی کا اعتراف کیجئے قولہ جواب الجواب
اقول اس نکتہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بطریق محققانہ مجیب کے جواب کا جواب
لکھا ہے اور جس امر کو مجیب نے ثابت کیا ہے اس کے خلاف کو حضور نے ثابت کیا
ہے۔ لیکن اعتراض سے قبل تمہید و معذرت میں آپ لکھتے ہیں کہ آپ سے اور ہم سے
زمین و آسمان کا فرق ہے ورنہ کبھی آفتاب کی برابری کر نہیں سکتا اسلئے استفادہ
چند باتوں کا استفسار ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کیون جناب کیا مستفید و مستفسر
کی یہی شان ہے کہ جس سے استفادہ کرے اسکا مخاصم و مخالف آپکو ٹھہراوے
اور اپنی شبہات کو جو بغرض استفادہ بیان کرے جواب الجواب سمجھے اور بغیر

باد برین ہمت مردانہ توقولہ یہ آپ فرماتا کہ جہاں حدیث میں بعینہ امر وارد ہوا
 وہ واجب ہے کس اصول میں ہے **اقول** یہ آپ کے فہم کی غلطی ہے مجیب
 نے کہا کہ کہا ہے کہ ہر امر سے واجب ثابت ہوتا ہے یہ حکم کی مجیب کے کس لفظ سے
 آپ نے نکالا ہے تمام کتب اصول نور الانوار و توضیح و تلویح و حسامی و دیگر کتب اصول
 میں براحث مذکور ہے۔ الامر للوجوب۔ یعنی امر کی وضع وجوب کے لئے ہے مگر کوئی
 دلیل معارض عدم وجوب پر دلالت کرے تو البتہ ایسی صورت میں امر سے وجوب
 ثابت نہ ہوگا اسی اصول کا ترجمہ مجیب نے لکھا ہے جس کو آپ نے حکم کل سمجھا ہے
قولہ کیونکہ اس اصول مقررہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں حدیث میں بعینہ امر
 نہیں وارد ہوا ہے وہ واجب نہیں ہے۔ **اقول** یہ اس کے فہم و فراست کا قصور
 ہے۔ اول تو مجیب نے یہ نہیں لکھا ہے کہ ہر امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ
 ایسا کہتے بھی تاہم اس سے بطریق انحصار یہ نہیں مفہوم ہوتا کہ وجوب امر ہی سے
 ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب اگر کوئی کہے کہ قیاس مجتہد و دلیل شرعی سے تو کیا اس کا
 مفہوم یہ ہوگا کہ جو قیاس نہ ہو وہ دلیل شرعی نہیں ہے۔ اب میں آپ کو دوسری
 مثال دیکر سمجھاتا ہوں۔ تین جملہ مندرجہ ذیل کے معانی میں خوب غور کیجئے اور ہر ایک
 کے مفہوم میں فرق نکالنے پر زید جاہل ہے۔ زید ہی جاہل ہے۔ زید جاہل ہی ہے۔ دیکھئے
 پہلا جملہ مطلق ہے یعنی نہ زید کا انحصار جاہل میں اور نہ جاہل کا انحصار زید میں ہے۔ اور
 دوسرے جملہ میں جاہل کا انحصار زید میں ہے لیکن زید کا انحصار جاہل میں نہیں ہے یعنی یہ
 نہیں سمجھا جائیگا کہ زید میں سوائے جاہل کے اور کوئی وصف مثلاً ظلم و تکبر و خود بینی و کج فہمی
 وغیرہ نہیں ہے اور تیسرے جملہ میں زید کا انحصار جاہل میں ہے لیکن جاہل کا انحصار زید

میں نہیں ہے یعنی یہ نہیں سمجھا جائیگا کہ سوائے زید کے کوئی جاہل نہیں ہے بلکہ یہ
 مفہوم ہوگا کہ سوائے جاہل کے اور کوئی عیب زید میں نہیں ہے۔ اب فرمائیے کہ اگر
 مجیب نے یہ لکھا کہ ہر امر مثبت وجوب ہے تو اس سے یہ کیونکر سمجھا گیا کہ جو امر میں
 وہ مثبت وجوب نہیں **قولہ** ان دو حدیثوں میں سے کسی میں بھی بصیغہ امر اطلاق
 نہیں کیا گیا ہے حالانکہ وجوب اسکا ثابت ہے **اقول** آپ کا حاصل مطلب
 یہ ہے کہ امر کو اگر مثبت وجوب تسلیم کریں تو کوئی وجوب سوائے امر کے دوسرے
 صیغہ سے ثابت نہیں ہوگا۔ حالانکہ وتر و فطر جو واجب ہیں ان دونوں کے وجوب کا
 ثبوت ایسی دو حدیثوں سے ہوا ہے جن میں صیغہ امر نہیں ہے پس وجوب کا انحصار امر
 میں نہیں رہا۔ اے سراپا دانش فہم اس انحصار باطل کی تردید ہم چند مثال دیکر
 لکھ چکے ہیں۔ علاوہ ہرین مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب حاکم کی دو حدیثوں
 میں اگر صیغہ امر نہیں ہے تو اس سے یہ کیونکر سمجھ لیا کہ حدیث کی مشہور و معتد علیہ
 کتابیں۔ صحیح بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی وغیرہ وغیرہ میں
 بھی وتر و فطر کے باب میں صیغہ امر نہیں وارد ہوا ہے۔ اصل جواب میں آپ کو دکھایا
 جائیگا کہ ان دونوں مسئلوں میں پیش حدیث صحیح سے زائد بصیغہ امر وارد ہیں اگر
 بڑی کتابوں کے دیکھنے و سمجھنے کی لیاقت نہیں ہے تو مشکوٰۃ ہی کے باب الوتر اور
 باب صدقۃ الفطر کے کل حدیثوں کو دیکھ جاتے تو یہ غلط فہمی آپ کی دور ہو جاتی
 اور مشکوٰۃ پر کیا موقوف ہے صرف وہ کتاب جس سے مصنف ابن ابی شیبہ کی
 روایت آپ نے غلط نقل کی ہے اوسکی بغور دیکھتے تو امر کی صراحت اوس میں
 پاتے۔ لیکن آپ نے خصم کو فریب دینے کے لئے حدیث کا ایک جملہ چھوڑ دیا اور اس طرح نقل کیا

عن ابوالعباس عن محمد بن یعقوب قال ان نخرج صدقة الفطر الخ حالانکہ عبارت صحیح یہ
ہے قال امرنا رسول اللہ صلعم ان نخرج الخ قولہ قرآن شریف میں جہاں صیغہ امر
حاضر وارد ہوا ہے اوس سے مراد فرض ہے اقوال آپ کی اس دلیری و افترا
پر دازی پر صد حیف ہے۔ پہلا یہ تو فرمائے کہ اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو بوقت شب
بی بیوں کے ساتھ مباشرت کرنے کے باب میں ارشاد فرماتا ہے۔ الْمَنْ فَبِأَشْرَافٍ
یعنی اب تم رات کو مباشرت کرو۔ دیکھئے باشر و اصیغہ امر حاضر ہے تو کیا صائم پر بیالی
صیام میں مباشرت فرض ہے جو نکرے اوسکار وزہ باطل ہو جائیگا۔ اور حاجیان اہل
احرام پر حکم کیا ہے اذ علتم فاصطادوا۔ یعنی جب تم احرام سے فارغ ہو جاؤ تو شکار
کرو۔ فاصطادوا۔ صیغہ امر حاضر ہے تو کیا حاجی کو بعد فراغت احرام شکار کرنا فرض
ہے۔ اور صائم کے حق میں سحری کہانیکے نسبت فرماتا ہے كَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمِنَ
كُلَّمُ الْخَيْلِ الخ یعنی صبح صادق کے قبل تک کھاؤ پیو یہاں بھی دونوں امر حاضر کے
صیغہ میں تو کیا صائم پر سحری کھانا فرض ہے۔ غرض اس دعویٰ کے ثبوت میں
کہ قرآن شریف میں ہر امر حاضر سے فرض مراد نہیں ہے بے شمار آیتیں موجود ہیں لیکن
تعجب ہے کہ ایک آیت پر بھی آپ کی نظر نہیں پڑی یہ آپ کے کوتاہ بینی کا قصور
ہے۔ قولہ اور جہاں قرآن میں بصیغہ امر غائب وغیرہ اطلاق کیا گیا ہے وہ واجب ہے
اقول معاذ اللہ کلام خدا میں اس قدر دلیری اور ہمدانی کا دعویٰ کیوں جناب
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَصِيغُوا قَطِيلًا وَلِيَكُوْا كَثِيرًا۔ یہاں دونوں صیغہ امر غائب کے ہیں
تو کیا کم ہنسنا اور بہت رونا واجب ہے جو شخص مطلق نہ ہنسنے یا گاہے نہ روئے تو وہ
تلازم واجب سمجھا جائیگا۔ اور دوسری آیت میں ہے۔ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ فُلْجًا فلیصل

عملاً صالحاً الخ یہاں بھی امر غائب کا صیغہ موجود ہے تو کیا جو خدا سے ملاقات کی امید
 رکھتا ہے اس پر عمل صالح واجب ہے فرض نہیں۔ **قولہ** اصول میں امر کی تعریف یوں
 لکھا ہے وجوب الفعل علی العبد **اقول** اگر یہ تعریف امر کی صحیح ہے تو آپ ہی کے بیان
 سے عجیب کا یہ دعویٰ کہ امر سے وجوب ثابت ہو ثابت ہوتا ہے۔ ثابت ہو گیا دیکھئے جو
 بات حق تھی وہ آخر آپ کے منہ سے بھی نکل ہی پڑی **قولہ** اور اگر فرض اور واجب دونوں
 میں صیغہ امر حاضر اور دہو ہے تو دونوں میں فرق بتلائے **اقول** آپ نے سمجھا ہے کہ
 فرض امر حاضر سے اور واجب امر غائب سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ بصراحت یہہ
 دعویٰ باطل آپ لکھ چکے ہیں اور اسکی تردید بھی میں نے کر دی ہے بغور دیکھئے۔ یہ کیف
 فرض اور واجب میں فرق امر حاضر اور غائب سے نہیں ہوتا ہے ذرا نور الانوار میں
 فرض اور واجب کے بحث کو بغور ملاحظہ فرمائے تا دونوں میں فرق معلوم ہو جائے
قولہ جب آپ دائرہ میں موٹا دانے والے کو فاسق ٹھہراتے ہیں تو اسکا وجوب قرائن
 سے کیوں نہیں ثابت کرتے کیونکہ فسق مکسر فاسقوں میں یعنی بیرون آمدن از
 فرمان خدائے تعالیٰ و بیرون آمدن رطب از پوست و ترک امر حق نمودن
 لغت میں سدرج ہے لیکن آپ کو اپنا دعویٰ قرآن سے ثابت کرنا چاہیے **اقول**
 آپ کا مطلب یہہ ہے کہ فاسق وہ ہے جو خاص خدا کے حکم کی نافرمانی کرے اور داہی
 رکھنا حکم خدا نہیں پس اسکا تارک فاسق نہیں ہو سکتا ہے یہہ دعویٰ دو دلیل
 سے باطل و غلط ہے۔ دلیل اول یہہ ہے کہ منتخب اللغات میں ہے کہ فسق بیرون آمدن
 بندہ از فرمان و ترک امر حق نمودن و بیرون آمدن رطب از پوست و ترک امر حق
 نمودن و بیرون آمدن از راہ راست و کار بدکردن چنانچہ اسی عبارت کو آپنی بھی

نقل کیا ہے لیکن خیانت کے ساتھ یعنی فرمان کے بعد لفظ اللہ تعالیٰ بڑھا دیا
اور بیرن آمدن از راہ راست و کار بد کردن کو مخالف مطلب دیکھ کر چھوڑ دیا پس
اسی منتخب کے عبارت سے ثابت ہوا کہ کار بد کرنا یا راہ راست سے باہر آنا یا امر حق
کو چھوڑنا بھی فسق ہے پس فسق کے تعریف میں نافرمانی خدا کی شرط کہاں باقی رہی
بہلا اس دو سطر عبارت میں جو آپ نے اس قدر خیانت کی تو کیا یہ بات بھی آپ کو
معلوم تھی کہ لغت کی بڑی بڑی کتا بین معتمد علیہ مثلاً صراح و قاموس و منتہی العر
و صراح جو بری و مصباح و مجمع البحار وغیرہ میں یہی معنی ہے جو میں منتخب سے منتخب
کر کے کہتے ہوں۔ اس دلیری و جسارت پر صد آفرین ہے دلیل دوم یہ ہے کہ
رسول کی نافرمانی عین خدا کی نافرمانی ہے دیکھو بخاری اور مسلم کے حدیث میں
ہے من عصائی فقد عصی اللہ یعنی حضرت نے فرمایا کہ جس نے میری نافرمانی کی اس نے
خدا کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما یطعن عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی
علاوہ برین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اس آیت سے ثابت
ہوا کہ رسول کی تابعداری کا حکم خدا نے کیا ہے پس رسول کی نافرمانی سے خدا
کے حکم کی نافرمانی بھی ہوگی یا نہیں فرادین سوچئے اور کچھ ایمان ہو تو اپنے جاہلانہ
دلیل و جسارت پر شرمائے قولہ مجرد ابن عمر کی حدیث ہمارے سند میں نہیں سکتی
کیونکہ انکی روایت کو اکثر راویوں نے ضعیف ٹھہرایا ہے۔ دو حدیثیں زیر قلم ہیں
اقول۔ آپ کا کلام دو معنی کو مختل ہے۔ اول یہ کہ روایات ابن عمر دربارہ لحد عند الروات ضعیف ہیں۔
دوم یہ کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایتیں عموماً کتب حدیث میں ضعیف ہیں۔ دبر تقدیر احتمال اول
غور کیجئے کہ ابن عمرؓ کی حدیث لحد کو شیخین نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اور صحیحین کی حدیث مرفوعہ کو ضعیف کہنا ناواقفیت ہے احکام دین سے دیکھو تمام اہلسنت
 وجماعت کے نزدیک صحیحین کی مرفوعہ حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں اسکی تصریح
 علامہ علی حنفی نے شرح بخاری میں اور ملا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی
 نے شرح مشکوٰۃ میں کی ہے بہر کیف ادن راویوں میں سے دو تین کا نام بھی تو آپ لکھئے
 وان لم تفعلوا اولیٰ تفعلوا فالتقوا النار الّتی وقودها الناس والحجارة۔ اور ہر تقدیر احتمال ثانی
 زائد ترقی بات و ضلالت ہے کیونکہ امام عظمیٰ کے مذہب کا مدار حضرت ابن عمر کی روایت پر ہے اور
 امام صاحب حضرت ابن عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس کو فقیہ شمار کرتے ہیں انکی روایت کو
 صحابہ غیر فقیہ حضرت انس و ابوہریرہ کی روایت پر مقدم رکھتے ہیں اسکی بحث نور الانوار
 میں تفصیل مذکور ہے انکو عبادلہ ثلاثہ کہتے ہیں مگر افسوس کہ ارافسوس کہ ایسوی جلیل القدر
 صحابہ کی صحیح حدیث کو جنکے روایت پر مذہب حنفی کی بنا ڈالی گئی ہے خفیف سمجھنا کیسی صریح
 گمراہی ہے۔ اور نقل کفر کفر نباشد اگر ہم کہیں کہ ابن عمر کی کوئی روایت صحیح نہیں ہے
 تو اس سے بھی آپکو نجات نصیب نہیں ہے کیونکہ مسئلہ لمحیہ میں علاوہ حضرت ابن عمر کے
 حضرت عائشہ و دیگر صحابہ کرام سے بھی مرفوعاً صحیح مسلم و دیگر کتب صحیح میں روایت ہے تو
 ادن صحیح حدیثوں کا جواب کیا دینگے۔ ہم کہان تک کلام مہمل و سراپا غلط کی تردید کریں۔ مشتے
 نمونہ از خردارے۔ اسقدر عاقل و منصف کیلئے کافی ہے۔ اور نصف سے زائد کو میں نے
 چھوڑ دیا ہے اگر آپ چاہیں گے تو باقی اغلاط صریحہ کو بھی پیش نظر عالی گروں کا لیکن یہہ تو
 بتلائے کہ حنفی ہیں یا محقق اہل حدیث یا آزاد و بے قید انہیں سے جس امر کا اعتراف کریں گے اسی
 پیرایہ میں آپکے مسئلہ کی تحقیق و جانچ ہوگی۔ اور یہ بھی فرمائے کہ آپکی خواہش دلی کیا۔ مناظرہ
 یا مکابره یا مجادلہ واضح رہے مناظرہ میں طرفین کو اظہار حق مطلوب ہوتا ہے۔ اور مکابرہ

میں ہر فرق اپنے مخالف پر غلبہ چاہتا ہے اظہار حق سے کچھ غرض نہیں اور مجاہدانہ میں نہ اظہار
مطلوب ہو نہ غلبہ مقصود ہے ناحق کا بلکہ اس تو تاہی پس اگر مناظرہ مطلوب ہے تو اس سلسلہ
تحریر کو تا اظہار حق قائم رکھنا چاہئے کیونکہ جب نیت بخیر سے تو یہ مشغلہ اعمال صالحہ میں داخل
ہے و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکل و بہ استعین کتبہ خادم العلماء محمد عبدالواحد خان رامپوری
ثم البھاری مدرس اول مدرسہ فیض رسول بہار۔

ایضاً

از مولوی عبداللہ صاحب گیلانی

جناب سولات قابل جواب دینے کے نہیں ہیں کتب حنفیہ سے حرمت فعل کفار و اوثعی کہو ٹوانے
اور منڈوانیکی تحریر کرتا ہوں اور ایضاً اصول فقہ حنفی سے ثبوت اسکا دیتا ہوں غور فرما کر سپروی حکم
اللہ اور سپروی حکم رسول اللہ صلعم کی ہم مسلمانوں کو کرنا چاہئے و نفس کی پابندی نہیں کرنا
چاہئے حنفی مذہب میں و اوثعی قبضہ یعنی ایک ٹھہر کر کہنا مسنون ہے منڈوانا فعل کفار و اوثعار کا
ہر ہر ایہ مطبوعہ مصطفائی جلد اول کے صفحہ ۲۱ میں ہے (و یجب تدبیر الشارب اذا لم یکمن من قصده الزنیۃ لانه
یعمل عمل الخفایا و لا یفعل التطویل اللعینۃ اذا کانت بقدر المسنون و ہو القبضۃ) انتہی یعنی شرح ہر ایہ مطبوعہ
نو لکھو جلد ثانی کے صفحہ ۱۲۴ میں ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم جزوا الشوارب و اخفوا علی
خالفوا الجوس رواہ سلم فان الجوس کانوا یحلقون لحاہم و یتبرکون شواہیم و لا یأخذون منہا شیئاً اصلاً
۱۳ انتہی۔ ایضاً کتاب مذکور کے صفحہ مذکور میں ہے ان المراد باعفار اللعنی ان لا یحلق کلہا کما یفعل
الجوس ۱۲ انتہی قبح التقدیر مطبوعہ نو لکھو جلد اول کے صفحہ ۲۹۸ میں ہے کما ہو فعل الجوس
الا عاہم من خلق لحاہم کما یشاہد فی الیہود و بعض اجناس الفریخ ۱۲ انتہی شامی حاشیہ و المختار
مطبوعہ مصر جلد ثانی بحث الصوم کے صفحہ ۳۷ میں ہے و اخذ کلہا فعل الیہود و الہند و جوس

الا عاجم ۱۱ انتہی لمخطاوی مطبوعہ معرجیل اول کے صفحہ ۲۶ ذیل میں یہ عبارت در المختار کی ہر تشبیہ
 بہم حرام کما یقع من کثیر من الناس ۱۲ انتہی اصول شاشنی اور حسامی اور نور الانوار اور توفیق
 وتلدیج اور مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول فقہ حنفیہ سے واضح اور لائح ہوتا ہے کہ امر نزدیک جمہور
 علماء کو واسطے وجوب کر ہوتا ہو نہ واسطے اوکسی معنی کے جب تک کوئی مانع موجود نہ ہو چند کتب
 کی عبارت پیش نظر کرنا ہوں ملاحظہ فرمایا جا شاشنی مطبوعہ مجتہائی کے صفحہ ۳۲ میں ہے
 فصل اختلف الناس فی الامر المطلق ای المجرع عن القرینۃ الدالۃ علی اللزوم وعدم اللزوم نحو
 قول تعالیٰ واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون وقوله تعالیٰ ولا تقر بانہ الشجرۃ فکنا
 من الظالمین والصحیح من المذہب ان موجبہ الوجوب الا اذا قام الدلیل علی خلافہ لان ترک
 الامر محضیتہ ۱۲ انتہی حسامی مطبوعہ مصطفائی کے صفحہ ۲۶ میں ہے وموجبہ ما عند الجمہور الا لزام
 الابدیل ۱۲ انتہی نور الانوار مطبوعہ مصطفائی کے صفحہ ۳۱ میں ہے وموجبہ الوجوب لا النہی
 والاباحتہ والتوقف یعنی ان موجب الامر الوجوب فقط عند العامہ ۱۲ انتہی توفیق وتلدیج مطبوعہ
 نوکشور کے صفحہ ۵۲ میں ہے والوجوب عند اکثرہم ۱۲ انتہی مسلم الثبوت مطبوعہ نوکشور کے
 صفحہ ۲۵۲ میں ہے صیغۃ افضل عند الجمہور حقیقتہ فی الوجوب لاخیر ۱۲ انتہی عبداللہ ابن عمر عجلیل
 القدر صحابی عین شاشنی مجتہائی کے صفحہ ۲۶ میں ہے ثم الراوی فی الاصل قسان معروف بالعلم والاحتہان
 کا لفظ الاربعۃ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمرو بن ثابت وعائ
 بن جیل واما لہم رضی اللہ عنہم فاذا صحت عندک روايتہم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں
 العمل بروایتہم اولیٰ من العمل بالقیاس ولہذا روی محمد حدیث الاعرابی الذی کان فی عینہ سؤ
 فی مسئلہ القہقہ و ترک القیاس بہ وروی حدیث تاخیر النساء فی مسئلۃ المحاذات و ترک القیاس
 وروی عن عائشہ حدیث القی و ترک القیاس بہ وروی عن ابن مسعود حدیث السہو

کتب اصول فقہ کی کمال الخفی علی الماہر حدیث عبداللہ بن عمرو ابو ہریرہ کی اس باب میں صحیحین میں موجود ہے ہر طرح سے یہ حدیث صحیح و قابل العمل ہے۔ کتب محمد عبد اللہ گیلانی۔

فتویٰ جناب الاناسیڈہ امین الدین صاحب ہندی الشیخی نور الدین مرقہ و
عقرو ذنوبہ و شریعیہ

سوال

داڑھی رکھنا سنت ہے یا واجب اور مونڈنا ایذا عاصی یا فاسق ہے یا نہیں۔ بینوا تو جرو

الجواب

داڑھی رکھنا اور مونچہ ترشوانا فعل جمیع انبیاء علیہم السلام اور ہمارے پیغمبر و صحابہ و تابعین و مجتہدین و صلحہ
صالحین کا بطور مولیت کے ہے شائع نے اس باب میں تاکید شدید کی ہے فقہاء و فاضلین داڑھی منڈانے کو حرام
لکھا ہے۔ در مختار میں ہے یحرم علی الرجل قطع اللحية یعنی مرد کیلئے داڑھی منڈانا حرام ہے۔ اور ہدایہ
میں ہے حلق اللحية مثلثة فی حق الرجال و المثلثة حرام فخلق اللحية حرام یعنی داڑھی منڈانا مرد و بچہ
حق میں مثلہ ہے اور مثلہ حرام ہے پس داڑھی منڈانا حرام ہے۔ جب یہ فعل حرام ہے تو داڑھی
رکھنا ضرور واجب ہو گا کیونکہ حرام سے بچنا واجب ہے اور عینی شرح ہدایہ میں ہے عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خروا الشوارب و اعفوا اللی خافوا الجوس رد اہ مسلم فان
الجوس کا نواکیل قون الحام و شریکون شواربهم ولا یأخذون منها شیئا اصلا۔ احمد نووی شرح صحیح مسلم
میں ہے وکان من عادة الفرس قص اللحية فنبی الشرع عن ذلک مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مجتبائی کے
صفحہ ۲۰۰ میں ہے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلم خافوا المشرکین و افروا اللی و اعفوا الشوارب
ترجمہ روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول اللہ صلم نے کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھی بڑھاؤ
اور مونچہ ترشواؤ۔ اور دوسری فصل میں اس کے یہ روایت بھی موجود ہے عن زید بن ارقم ان رسول اللہ

صلعم قال من لم يأخذ من شارب فليس مقياً یعنی جو شخص اپنی موچہیں نہیں تراشتا ہے وہ میرے طریقہ
 پر نہیں دیکھیے یہ حدیث بھی موجود ہے من طول شاربه عوقب ثلثاً - لم ينل شفاعتی - ولم يشرب
 من حوضی - وسلط الله عليه نكراً و نكياً بالغضب یعنی جس نے اپنی موچہیں بڑھائی وہ تین طرح کے
 عذاب میں مبتلا ہوگا - میری شفاعت نہ پائیگا - میرے حوض کو شرب سے نہ پہنچے گا - اور ننگر نیکیر کو اوپر
 واسطہ غضب کے اللہ تعالیٰ مقرر فرمائے گا - غور فرمایا جائے کہ افر واء - واحفوا - دونوں صیغہ امر
 ہیں اور امر کی تعریف یوں ہے کہ الامر لا وجوب کا تقرر فی الاصول - تو بس ان دلائل سے یہہ
 بات معلوم ہوئی کہ واڑھی رکھنا واجب ہے اور مندا نا حرام او فعل حرام کا فاعل فاسق ہے
 تو واڑھی مندا نیوا بھی فاسق ہے پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ بنی صلعم کے طریقہ کو اپنا مسلک
 بناوے تاکہ سبب دخول جنت کا او سکے ہو جیسا کہ اپنے فرمایا - من احب سنتی فقد احبني و ان احبني
 كان معي فی الجنة نہ کہ طریقہ مشرکین و نصاریٰ و مجوس و غیر ہم کا اختیار کرے - جسکے مخالفت کا حکم خود
 آیت قرآنی سے ظاہر ہے - یا ایہا الذین آمنوا لاتخذوا الیہود و النصارى اولیاء بعضهم اولیاء
 بعض الخ واڑھی مندا نا گناہ کبیرہ ہے - اور یہہ مسئلہ اصول کا ہے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار
 کبیرہ ہے - اور کبیرہ پر اصرار کفر ہے - و نذا علم بالصواب - حرره خیف الفقراء و المساکین
 خادم الطلبة و العلماء الراغبین عبدہ مسکین **امین الدین** عفا عنہ وعن والدینہ و شایخہ رب العلیہ

تواریخ وصال فضیلت پناه معارف و تنگاه سیدالاکبر سید العرفان مولانا مولوی سید شاه اسیر الدین
زاهدی الحشتی گرم دیوانی رحمة الله علیه خلف رشید جناب مولوی سید وزیر الدین صاحب ساکن موضع سیدی
بهار - و دستگرفته معارف بالله حضرت مولانا نجم حسن صاحب گرم دیوانی حشتی از کمترین خادم سنت
و اهل سنت عبد الوحید غلام صدیق استی الحفی الفردوسی العفیم آبادی متمم تحفه حقیقه

بسم الله الرحمن الرحيم
احمد و اعلى على السید الحليم

تواریخ الحین

مؤازرة وفاة الحمید فی الکونین مؤخر میر الطیب والجاه مؤعارف الرب مولانا الاربیل السید امین الدین الزاهدی -
بزو الله العزیز مضجعه
و نور با علی نوره مدخله

تاریخ اخر

قبل القیامته فی النور ففتها
تکلی و تجلی فجلو العین جلوتها
بعلا به کان جدوتها وجودتها
عین لفضیض و عین فاض حبرتها
ولا تعقب اذ حانت قضیتها
و نعم عدل الاعلی نمت علاوتها
و فاکم الشرع لانت ثلثتها
بک الیاسر شمة شمة ثم مدوتها
فانت من وجود کس الدنیا و ضررتها
اتاک من ربک الحسنى و جهتها

ان قامت الساعة الدعاؤ نفخت
عهدی بهما فی دیار الهند غانیته
نعم احدث و احدث فقد فقدت
لخمسة عشرین من ذی قعدة جمدت
لکنها امرستم لامرته له
فالسبر مفرعن و الله مرجبنا
اما علمت امین الدین ان ثلثت
قد كنت فی المصر نصیر الدین فانتشرت
ولن یفنیق رسول الله بما یک به
فقال و حیدک فی التاریخ سیدک

برادران دینی سحر مطلب کی دو دو باتیں

اے حضرات ناظرین مجھے اس رسالہ کے طبع کرانے سے کونسا مطلب ہے

آپ تو ضرور سمجھ گئے ہونگے صرف حمایتِ اسلام و تائید ملت نبی علیہ السلام نہ تو مجھے اس سے اپنی اظہارِ قابلیت کا شوق ہے اور نہ تو منتفع ہونیکا خیال صرف اپنے مسلمان بھائیوں کو چاہے ضلالت میں گرنے نہ دنیا اپنا مقصد دلی ہے۔ اپنے کل مسلمان بھائیوں سے علمی العموم اور عمل اور اتھین سے علمی الخصوص ملتیں ہوں کہ انسان مرکب بن الخطا والنیسان کو مد نظر رکھ کر اس رسالہ کو ملاحظہ فرما دیں اور جہاں بمقتضائے بشریت لغزش ہوگی اوس سے مطلع فرما دیں اور وہ حضرات جو کہ تارک شعائرِ اسلام ہیں یعنی دائرہ سی منڈا نا اور موچہ بڑیا نا فعل عصیان نہیں سمجھکے مباح جانتے ہیں اگر کوئی دلیل اپنے افعال کے ثبوت میں رکھتے ہوں تو بسم اللہ پیش کریں اور اگر ہمارے عجیب اس رسالہ کو دیکھ کر بھی اپنے ہٹ دھرمی سے باز نہ آ دیں تو بڑی تنگ و عار کی بات ہے

زیادہ والسلام

جن صاحبوں کو جسد پر جو مطلب کرنا منظور ہو احقر سے طلب فرما دیں۔

سید محمد سلیمان اشرف خضر اللہ ذنوب بہار۔ محلہ مرداد

اعلان

مطابق خفیہ واقعہ ۱۰۰۰ و دیگرہ میں چشم کلام متعلق الطبع کتب عربی و فارسی و اردو و ناگری و ہندی اور نقشے و قارم و رسید قنداری وغیرہ بہت عمدگی سے بروقت انجام دیا جاتا ہے علاوہ اس کے چشم کا کاغذ سفید و نگین فروخت کیا جاتا ہے جن صاحب کو کوئی بات متعلق مطبع دریافت کرنی ہو محکوم ارقام فرما دیں۔

مخزن تحقیق لقب تجھے خفیہ نامی ایک رسالہ محض بغرض حمایتِ دین و ملت و حفاظت مذہب اہلسنت و اشاعت مسائل نافذہ و فضائل اخلاقیہ و ترویج نصاب و مصالح دینیہ و دنیویہ بھی ماہوار شائع ہوتا ہے۔

شرح ہدیہ تجھے خفیہ معہ محصول وغیرہ

تفصیل	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ	امرا
شہر	۱۲	عجم	عجم	عجم
مفصل	۱۴	عجم	عجم	عجم

دورانِ قلم

بعد المضاف

خادمِ سنت و اہلسنت عبد الوحید عظیم آبادی

عرضِ ناشر

حَامِدًا مُسْتَعِينًا وَ مُصَلِّيًا مُسَلِّمًا۔

”دار الاسلام“ نے اردو زبان میں ورثہٴ اسلاف کے احیا کا جو عزم کیا تھا، ”المبین“ کی شان دار اور کامیاب اشاعت کے بعد اس سلسلہ میں ادارہ کی دوسری اہم کاوش فخر المتکلمین پر وفیسر علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر شعبہٴ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کی ہی کتاب ”مبین“ ”نزهة المقال فی لحيۃ الرجال“ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب یا اور ہوئی۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

کتاب سے متعلق دو باتیں عرض کرنی نہایت ضروری ہیں:

- 1- حضرت فاضل مصنف کی یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے، بلکہ ایک نامعلوم مولوی صاحب کے ایک مضمون بابت ”جوازِ حلقِ نچہ“ (داڑھی منڈانے کے جواز) کا تنقیدی تجزیہ ہے۔ دورانِ تحریر ایک جگہ معترض کو ”مولانا آزاد“ (صفحہ 14) کہہ کر مخاطب کرتے ہیں، جب کہ دوسرے مقام پر معترض کی اپنی تحریر جو اسی رسالہ میں شامل ہے، کے آخر میں ”م-ا“ (صفحہ 20) رقم ہے؛ لیکن یہاں ایسے کنایات سے شخصیت کا تعین مشکل ہے۔
- 2- حضرت سید صاحب کے تذکرہ میں اس کتاب کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا، نہ ہی مطبوعہ نسخہ میں تواریخ تکمیل و طباعت درج ہیں، مگر قرآن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا پہلا ایڈیشن 1315ھ (8-1897ء) کے لگ بھگ چھپا ہے، کیوں کہ آخر میں مفتی سید محمد امین الدین زاہدی رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم تواریخ و وفات از قاضی عبدالوہید فردوسی رحمۃ اللہ علیہ سے 1315 کا عدد مستخرج ہے۔ لہذا پہلی اشاعت 1315ھ یا اس کے بعد ایک دو سال کے فرق سے ہوئی ہوگی، البتہ بعد کے کسی سن کا تعین محال ہے۔ بر تقدیر صدق مصنف کی دریافت مطبوعہ کتب میں یہ اولین، نیز علی گڑھ آمد کے زمانہ سے پہلے کی تصنیف ہوگی۔

ان دونوں پہلوؤں پر تحقیق ہونا ابھی باقی ہے۔ اس سلسلہ میں ”مخزن تحقیق“ (1315ھ) ملقب بہ ”تحفہٴ حنفیہ“، پٹنہ کی ابتدائی سالوں کی فائلیں حقائق و رسا ثابت ہو سکتی ہیں۔ اربابِ تحقیق اس طرف بھی توجہ فرمائیں۔

فاضل علامہ نے اپنی اس تصنیف میں معترض صاحب کے ایک مضمون کے دریں رسالہ موجود نیست، کے 17 مقامات پر گرفت فرمائی ہے، بدیں سبب زیادہ تر ابحاثِ اصولی ہیں۔ مصنف کے علاوہ مولانا محمد عبداللہ گیلانی، سید امین الدین زاہدی و دیگر کے فتاویٰ و تنقید بھی اس رسالہ کا حصہ ہیں۔ اس کی اشاعت سے مقصود صرف سید سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے آثار کو زندہ کرنا ہے۔

کتاب بڑا ادارہ کو انجمن نعمانیہ ہند (جامعہ نعمانیہ، لاہور) کے قدیم کتب خانہ سے بہ وساطت مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ (ناظم تعلیمات جامعہ نعمانیہ) و مولانا عبد القدیر صاحب دست یاب ہوئی، بایں شرط کہ اس کتاب کو چھاپ کر ہی ادارہ کتب خانہ انجمن نعمانیہ کی کوئی دوسری کتاب حاصل کرنے کا مجاز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام تو تمام ہوا۔ امید کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ پھر اس عظیم لائبریری سے کوئی نہ کوئی گوہر نایاب ضرور ہاتھ آئے گا، ان شاء اللہ۔

الجاہد فی نشر العلوم

محمد رضا الحسن قادری

نہیس 15 ذی الحجہ 1430ھ

کتابیات علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ

۱- المبین:

طبع اول: مسلم یونیورسٹی پریس، علی گڑھ: ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء | ناشر: محمد مقتدی خاں شروانی |
 طبع دوم: مکتبہ قادریہ، لاہور: رمضان ۱۳۹۸ھ/ اگست ۱۹۷۸ء، (عکسی) | محمد عبدالحکیم شرف قادری |
 { اضافہ جات: تبصرہ: نواب حبیب الرحمن خاں شروانی، حالات مصنف و تبصرہ: سید نور محمد قادری |
 طبع سوم: المجمع الاسلامی، مبارک پور: ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء، (عکسی دوم) |
 طبع چہارم: دار الاسلام، لاہور: ربیع ۱۴۲۹ھ/ جون ۲۰۰۸ء | محمد رضا الحسن قادری |
 { چند باتیں: سید محمد عبد اللہ قادری، حالات جرجی زیدان، حالات مصنف و تبصرہ: سید نور محمد قادری، تنقید و تبصرہ: ماہ
 نامہ ”معارف“، اعظم گڑھ ۱۹۳۰ء، تبصرہ: محمد حنیف ندوی }

۲- النور:

طبع اول: مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ: ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء | ناشر: محمد مقتدی خاں شروانی |
 طبع دوم: ادارہ پاکستان شناسی، لاہور: شعبان ۱۴۲۹ھ/ اگست ۲۰۰۸ء، (عکسی) | ظہور الدین خاں امرت سہری |
 { مقدمہ: سید نور محمد قادری، تکمیل مقدمہ: ناشر }

۳- الرشاد:

طبع اول: مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج، علی گڑھ: ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء | ناشر: محمد مقتدی خاں شروانی |
 طبع دوم: مطبع خادم التعليم، لاہور | ناشر ایک ہندو تھا |
 طبع سوم: مکتبہ رضویہ، لاہور: جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ/ مارچ ۱۹۸۱ء | قمر الدین/ عطاء المصطفیٰ خاں |
 { پیش لفظ: سید نور محمد قادری }

۴- الانہار (تقدیم بر مثنوی بہشت بہشت):

طبع اول: مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج، علی گڑھ: ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۵ء | ناشر: محمد مقتدی خاں شروانی |
 طبع دوم: نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور: ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء، (عکسی) | محمد مصطفیٰ/ مختار اشرف رضوی |
 { حالات مصنف و مختصر تعارف کتاب: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری }

۵- تحقیق 'مثنوی بہشت بہشت':

مشمولہ الانہار

۶- الحج:

طبع اول: مسلم یونیورسٹی پریس، علی گڑھ: ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء | ناشر: محمد مقتدی خاں شروانی |

طبع دوم: سید اکادمی، لاہور: ۱۴۰۶ھ/مارچ ۱۹۸۶ء (عکسی) | عطاء المصطفیٰ خاں |

{ تعارف: سید نور محمد قادری، اضافہ نقشہ جات و حواشی }

۷- البلاغ:

طبع اول: مطبع احمدی، علی گڑھ { محمد فاروق: بی-ایس-سی }

طبع دوم: ادارہ پاکستان شناسی، لاہور: (زیر طبع-متوقع): ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء (عکسی) | ظہور الدین خاں امرت سری |

{ ترجمہ اشعار فارسی: پروفیسر محمد غنفر علی وڑائچ، مقدمہ: ڈاکٹر وحید عشرت/ناشر }

۸- نزہۃ المقال فی لہیۃ الرجال:

طبع اول: مطبع حنفیہ، پٹنہ | ناشر: قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی |

طبع دوم: دار الاسلام، لاہور: ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ/دسمبر ۲۰۰۹ء (عکسی) | محمد رضا الحسن قادری |

۹- تحقیق و حاشیہ بر امتناع النظر:

طبع اول: جادو پریس، جون پور: اگست ۱۹۰۸ء

طبع دوم: مرکز تحقیقات اسلامیہ، لاہور: رمضان ۱۴۲۰ھ/دسمبر ۱۹۹۹ء (عکسی) | مفتی محمد خان قادری/محمد اسلم شہزاد |

{ التعریف بالمصنف للعلامة محمد عبد الحکیم شرف القادری }

۱۰- مسائل اسلامیہ:

مرتبہ: مولوی عبد الباسط (علیگ)

طبع: مطبع انسٹیٹیوٹ علی گڑھ کالج، علی گڑھ



نوٹ: مصنف کی دو کتابوں "السبیل" اور "الخطاب" کے صرف نام معلوم ہوئے ہیں، ہنوز ان تک رسائی نہیں ہوئی، تلاش جاری ہے، جیسے ہی یہ کتابیں ہاتھ لگیں، انھیں معرض طباعت میں لایا جائے گا۔ ادارہ

المبین پر اہل علم کے تاثرات

علامہ محمد اقبال: ”المبین میں مولانا نے عربی زبان کے بعض ایسے پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے، جن کی طرف پہلے کبھی میرا ذہن متغزل نہیں ہوا تھا۔“

نواب حبیب الرحمن خان شروانی: ”المبین میں عربی زبان کی خصوصیات اس کاوش اور تحقیق سے قلم بند فرمائی ہیں کہ بے مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک ایسا نیا فن مدون فرما دیا ہے، جس کے دھندلے سے متفرق آثار اگلوں کی تصانیف میں نظر آجاتے تھے۔۔۔۔۔ بے مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک زبان کی حقیقت واضح

کرنے کے واسطے جتنے پہلوؤں سے بحث کی جاسکتی ہے، وہ تمام پہلو ان ابواب میں زیر بحث آگئے ہیں۔ صرف سے لے کر معانی کے فلسفہ تک کلام کے تمام مراتب پر بحث کی گئی ہے۔ بحث میں ایک حکیم کی وقت نظر، ایک ادیب کے ذوق، ایک لغوی کی ہمہ گیری سے کام لیا گیا ہے اور جو دعویٰ کیا گیا ہے، اُس کے ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کتاب پڑھنے والوں کے واسطے بلند مرتبہ حکیمانہ مطالب کا ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ (المبین) کو پڑھ کر واضح ہوا کہ درس نظامی نہ صرف استعداد آفریں تھا، بلکہ مجتہدانہ قوت بھی پیدا کر سکتا تھا۔“

پروفیسر براؤن: ”مولانا نے اس عظیم موضوع پر اردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا، عربی یا انگریزی میں ہوتی، تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا۔“

سید نور محمد قادری: ”مولانا نے یہ کتاب لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ اردو زبان میں لفظی صلاحیت، جامعیت اور وسعت موجود ہے اور لکھنے والے کو اگر زبان پر عبور ہے اور ذوق لطیف سے وافر حصہ ملا ہے، تو وہ لسانیات جیسے مشکل اور دقیق موضوع پر بھی انتہائی جامع کتاب سلیں اور تکلفیہ زبان میں لکھ سکتا ہے۔“

محمد حنیف ندوی: ”المبین کی حیثیت ایسے ادبی اور تحقیقی شاہ کار کی ہے، جس میں ایک طرف اگر زبان اور اسلوب کا اچھا خاصا چٹا رہ پایا جاتا ہے، تو دوسری طرف تحقیق و تفحص کی ایسی نادرہ کاری بھی جلوہ کٹا ہے، جو علمی حلقوں سے خصوصی داد پانے کی مستحق ہے۔“



دارالاسلام — محمداً احسن قادری